

# فَوْكَ الْعَرَةِ لَا وَلِالْأَبَابِ

١٣٩١

الحمد لله رب العالمين والصلوة والحمد لله رب العالمين



مُؤْلِفُهُ وَجِيدُ الْعَزْفِ يَا الدَّهْرِ مُولَانَاهُ مُحَمَّدُ فَاتَّ

مُطْبَعُ لِتَنْزِيلِي مِنْ هَامِمَهُ مُحَمَّدُ شَرَطْجَهُ

کجا فراستے ہیں غلام دین اسجا بھیں کہ زیر یتی نے ہبتوں ایک خالق کے جسمی صورتی ایسا ہی سمجھی ہی تھی میں بارہ توں ایک عباسی خود رفتہ و خیر میں ہوانا اللہ خلق سبع ارضیں فی کل رض آدم کا دمکڑ دلوح کنو حکم ابراہیم کا بھر کو حکم کے عیسیٰ کو حنفی بنی سعیید کے بچہ غبارت تحریر کی کہ میر جمیع شفیعہ تھی کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہوا اور زمین کے جلتقا جدا جدا ہیں اور طبقہ میں مختلف الہی ہی اور رشتہ نہ کوئی متفق ہیں انبیا کا ہونا معلوم ہو ہی لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقاً باقیہ میں ثابت ہوتا ہے مگر اسکا مثل ہونا ہماری خاتم النبیین صلحہ کے ثابت نہیں اور بجهہ میر عقیدہ ہے کہ وہ خاتم مثائل خضرت صلحہ کے ہوں اسکو کہاولاد آدم جس کا ذکر و لفظ کر منابھی آدم میں ہوا اور سب مختلف قاتم قو افضل ہو کہ ایک طبقہ کے آدم کی اولاد ہے بالاجماع اور بہادر خضرت صلحہ سب اولاد آدم کے افضل ہیں تو بالاشارة کا پ تمام مختلف قاتم قو افضل ہو کی پس دوسرا طبقات کے خاتم جو مختلف قاتم میں درخیل ہیں آپ کے مثال کی طرح نہیں ہو سکتے تھے اور یاد جو در اس تحریر کے زید بچہ کہتا ہے کہ اس شروع سے اسکی خلاف ثابت ہو گا تو میں اسکے کو مان لو گا اسیرا اصرار اس تحریر پر نہیں پس علماء شرع سے کہ تھنا رکھدے ہیں کہ الفاظ حدیث ان عنوان کو تحمل ہیں یا نہیں اور زیر یو جو اس تحریر کے کافر نام کا

یا خارج ایل سنت وجماعت ہو گا یا نہیں پسدا تو تبردا

لیکن دعا میں دو اسلام علی رسول خاتم النبیین و دیا اسرائیل و آله و صحبہ میں بعد حمد و صلوات نہ جواہبہ گزارش ہے کہ اول مسی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فرم جوابین چہرہ و دام کے خیال میں تو رسول اللہ صلحہ کا خاتم ہونا یا نہیں کہ کہا کہ اکاذماہ انبیا اس بیوں کے نہ مانو خوشی ہیں مگر اپنی ختم روشی کا کہ لقدم یا آخر زمانی میں بالذات پڑھے فضیلت نہیں کہ مولانا اللہ خاتم النبیین فرما اس صورت میں کیونکہ جمیع ہوں ہوں ہوں اگر اس

کو اور صاحب میں کسی دوستی کو مقام میں فراز نہیں کیا تو البتہ خاتمیت پا ہے تاریخ زمانی صفحہ ہوتی  
 اور گھر میں جانشناہ ہو کر اپنے سلام میں کسی بیکوئی بیانات کو ادا نہیں کی کہ میں اپنے خدا کی جانب خود بازیں دے دیں  
 کوئی کادہم ہے اور اس صفت میں اور قدر و خامت و سکل و نگہ و حب نسب سکونت و خود اور صاحب میں جنکو  
 بیویت یا اور فضائل میں کچھ بھل نہیں کیا۔ فتنہ جو جواہر کو ذکر کیا اور کہو تو کیا دوسرے رسول اللہ علیہ  
 کی جانب فضائل قدر کا احتمال کیا کہ اپنے جمال کے کمال اذکر کیا کرتے ہیں اور سیمی و سیمی کو کسکے اسیم  
 احوال میا کیا کرتے ہیں۔ عہدیات نہ ہو تو مارنے کو دیکھ لیجیا باقی بھی احتمال کہ بھی میں آخوندی دین تباہ اسلام کو  
 باب آبیاں مدد عیان بیویت کیا ہے جو کل کو جھوٹے دعویٰ کر کے خلاف کو گمراہ کر لیجے البتہ فی حدود  
 قابل الحافظ ہے پر جملہ میا کان محمد ابا احمد حق ریاض المکرم اور جملہ دلکش رسول اللہ عاصم الحسین میں  
 کیا تھا سب تباہ جو ایک کو دوسرے عطفت کیا اور ایک کو مستدر کہنے اور دوسرے کو مستدر کا کفرار دیا اور  
 ظاہر ہے کہ اس ستم کی بیڑی اور تھے ارتبا طلبہ میں کلام صحیح فنا میں تصور نہیں کیا جائے بلکہ کو منظور ہی تھا  
 تو سکرتوں اور بیٹیوں قوم تھوڑے بکمہنہ خاتمیت اور بیا پر جو بیکمہنہ خاتمیت اور سید بیانہ کو خود بخود لازم آجائے اور  
 اور فضیلت بیوی دو بالا ہو جاتی ہی تفضل اسی جمال کی بھی ہے کہ موصو بالعرف کا فتحہ موصو بالذائق  
 ہو جاتا ہے جو بیٹیوں موصو بالعرض کا وصف موصو فوت بالذائق کہتے ہیں اور موصو فوت بالذائق کا وصف جسکا ذاتی ہے  
 اور فخر مکملین اور سوہنے فقط بالذائق ہی کسی مخصوص ہو کسی غیر سوہنے اور مستحاثہ نہیں تھا میا امثال اور کارہی ہی تھی  
 زمین کی ساری اور درودیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہو تو آفتاب کا نور کسی اور کافی نہیں اور بھاری ہر فرض و دلیل کو اسی  
 تھی کہ اپنے وصف اگر آفتاب کا ذاتی ہے تو جسکا تم کہو ہی موصو بالذائق ہو کا اور سکا نور ذاتی جو کا کسی اور امثال میں  
 کسی کافی نیز ہو کا لغرض ہے اب بھی ہو کہ موصو بالذائق اسکو کو سلسلہ ہم ہو جاتا چاہیے خدا کے لئے کسی خدا کے لئے والا  
 اگر تو یہی ہمیشی مکانت کا دخواہ اور کمال اسی دخواہ کی بھی معنی بالعرف میں اور یہی جسم ہو کہ کسی اور جنم کے کام  
 صلیہ کیاں کسی کیاں شخوانی کیا ہے خدا کو نہ کہ کسی فیضی میں اور یہی جسم ہو کہ کسی اور جنم کے کام پاکتہ اسی

بجهود و کمالات و جهود ذات مکنات کو لازم رہتی تھی سو سب پلور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 و سلم کی خانست کو تصور فرمائی گئی آپ صوف بوصوف بوصوف بوصوف بذات ہیں اور صوف آپ  
 اور بنی صوف بوصوف بوصوف بوصوف اور دنگی بذات آپ کا فیض ہے پر آپ کی بذات کسی اور  
 کافی نہیں آپ پر سلسلہ بذات مختتم ہو جائی عرض آپ جسمی بنی الامم ہیں جسمی جسمی بنی  
 جسمی ہیں اور جسمی وجہ جسمی کہ شہادت و ادراقت نامی شاقد جسمی بنی کہ شہادت و ادراقت  
 نامی بنی اور جسمی وجہ جسمی کہ شہادت و ادراقت نامی شاقد جسمی بنی کہ شہادت و ادراقت  
 نامی بنی اور جسمی وجہ جسمی کہ شہادت و ادراقت نامی شاقد جسمی بنی کہ شہادت و ادراقت  
 ایمان لائیں اور آپ کے اتباع اور اقتدار کا عہد لیا گیا اور آپ نے یہ کہ ارشاد فرمایا کہ  
 اگر حضرت موسیٰ مجید زندہ ہوتے تو میری ہی اتباع کرتے علاوہ ہرین بعد زوال حضرت پیغمبر  
 کا آپ کی شریعت پر عمل کرنا اسی بات پر بنی ہم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم  
 علم آزادیں والا آخرین بشرط فهم اسی جانب پر ہمیشہ اس سماکی بھی ہم کے اس  
 ارشاد و نکار و خاص کو بھی بات واضح ہو کہ علوم اولیں مثلاً اور ہیں اور علوم آخريں اور ہیں  
 وہ سب علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں سو جسمی علوم سمع اور ہم اور علم البصر اور پہابی  
 تھوت عاقله اور نفس ناطقہ ہیں کچھ سب علوم مجتمع میں ایک ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء ربانی  
 کے سمجھتے ہو کہ سمع و بصیر اگر درک و عالم ہیں تو با عرض ہیں درک درک حقیقی اور عالم  
 حقیقی وہ عقل اور نفس ناطقہ ہی ہم کے بطریقہ عالم حقیقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور انبیاء ربانی  
 نے جو آپ اور علماء کو دشمنہ مستقبل الکمال ہیں تو با عرض ہیں مگر اسکے ساتھ ہے  
 داعم کے جانتے ہیں بذات علمی ہیں ہم کمالاً علمی ہیں مگر خوبی عرض کیلات ذوقی العقول کل وہ  
 خوبیں ایک کمال علمی دوسرے کمال علمی اور بخار مدرج کل انہیں دو باقی پر ہے  
 اُریزیں ٹھپا فرقون کی تعریف کرتے ہیں جسیں اور صدیقین اور شہداء

صلحی ہیں سو انبیاء اور صد لقین کا کمال تو کمال علمی ہے اور شہید اور صالحین کا کمال  
کمال عملی انبیاء کو تو صلح العلوم اور فاعل اور صد لقین کو مجتمع العلوم اور قابل سمجھنے اور  
شہید اور کو صلح العمل اور فاعل اور صالحین کو مجتمع العمل اور قابل سمجھنے اور عوی  
کی بھی ہے کہ اپنی اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں ماقبل  
عمل اوسین بس اوقات بظاہر امتی مسادی ہو جائے میں بلکہ ٹہہ کرنے میں اور اگر قوت  
عمل اور بہت میں انبیاء امیتیوں سے زیادہ بھی ہوں تو یہ معنی ہے کہ مقام شہادت اور  
شہادت بھی انکو حاصل ہے بلکہ کوئی لقب ہوتا ہے تو انکو اوس نام کے ساتھ ملقب ہوتا  
ہے مرزا جامان صاحب یہ اور شاہ غلام علمی صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز  
صاحب چاروں صاحب جامع بین الفقرو العلم شویہ مرزا صاحب اور شاہ غلام علمی صاحب  
فقیری میں شہود ہوئے اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب علم میں وصیہ اسکی  
یہی ہوتی کہ اوئی کے علم پر تو انکی فقیری غالب تھی اور انکی فقیری پر انکا علم اگرچہ اسکے علم  
سے انکا علم یا انکی فقیری سمجھا انکی فقیری کہ نہ سو انبیاء میں علم عمل سے غالب ہوتا ہے اگرچہ  
اویح عمل اور بہت اور قوت اور دنگی عمل اور بہت اور قوت سے غالب ہو بہر حال علم میں انبیاء اور  
سو ممتاز ہوتے ہیں اور مصدق ثبوت وہ کمال علمی ہی ہے جیسا کہ مصدق اور صد لقین پر کمال  
علمی ہو چکا ہے لفظ انبیاء اور صدق بھی جو اخذا و صاف ذکر وہ ہو اس بات پر شاید ہی بنا جو  
خبر کہتے ہیں جو تمام علوم یا معلوم میں سوی ہے اور صدق اور صاف علم میں سوی ہے فہمتو اور  
صدق لقین میں بھی فرق فاعلیت و قابلیت ہو جو افادہ و آئینہ میں وقت قابل اعتماد  
ہوتا ہے وہ حدیث بر نوع قوی جس کا پھر مطلب ہے کہ جو میر ہے مسینہ میں خدا ہے والا  
میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سینہ میں والد یا پسر شاہ ہے کوئی مجسم نہیں کوئی نہیں اسلئے کیا افتہ عنہ

یا خبر وار کر نہ چاہو میں صدیق کو صدقہ سلسلہ کہتے ہیں کہ اسکی عقل بجز قول صادق قتل نہیں کیا تھا  
قول صادق نے دلیل سطر جو قول کر دینا ہے جس سے شہادتی کو مدد کرو قول باطل سے سطر جو ہے اس کو  
اور سطر جو اسکو رد کرتا ہے جس کی کو مدد کرو کہ صدیق اگر کوایاں لانے میں  
مجنون کی ضرورت نہ ہوئی بلکہ نہذالتی مصدق شہید بدلالت حدیث و شخص ہے جو اعلاء کلمۃ  
اور ترقی میں کے لئے جان دینکو تیار ہو چکا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی نے پوچھا کہ بعض اور  
طبع مال میں لگتے ہیں اور بعض بوجہ عصیت یعنی بوجہ قرابت و حمیت قومی اور بعضی غیر میں  
نامہری نہیں سے شہید کوں ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا من قاتل کیون کہ کہ اسے ہی المعنی غرض  
شہادت اس صورت میں عوارض نہیں اور قوت عمل میں ہوئی اور شہید اول درجہ کا آخر بالمرور  
اور نامہری عن المنکر ہوا اور ہم ہوشاید شہید کو شہید کہتے ہیں یعنی بروز قیامت وہ شاہد ہو گا کہ  
فلان شخص حکم خدا مان گیا تھا اور فلا نے نے نہیں مان کیا تو نکره سبیات کی اطلاع جسے بالمرور  
اور نامہری عن المنکر کو ہر سکتی ہے اتنی اور دلکو نہیں ہو سکتی اور اوسکی کو اسی سبی جو ہے  
کسی مقدمہ میں ملازم سرکاری کی گواہی چنانچہ اسی امت کے حق میں پھر مانا گیا کہ حضرت  
حاج جنت للہ عاصی ماحردن بالمحروم فدا وہیون عن المنکر اور ادھر کہہ ارشاد کر دلکش جعلت کر  
امہ دلکش طاری سکو تو امشہد اکٹھے الائیں غور کیم تو اسی جانب پیشہ ہو غرض شہید کو فیض عمل ہے  
ہر یعنی شہید کے عمل اور دلکش کر کر اس کو ادھر کی علوم سے روکنا ہے سو جو شخص اس کو فیض ہو وہ  
لکھ جو ادھر طارہ کر کے اہتمام اعمال کے با بھین وہی کر سکتا ہے جو خود اعمال میں پکا ہے سو جو بھی  
کچھ ہے جو یا بوسیلہ صحبت جس شخص کو ادا خدمہ اعمال منتظر ہو وہ تو شہید ہے اور جو اس سے فیض  
اوہ صالح چبیھہ بات ذہن لشیں ہو چکی تو خود معلوم ہو گیا ہو کا کہ جب بہت کلا علیمی  
ہی اور دیوارہ حلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موصوف بالذات ہوئی تو دریا رہ نبوت بھی

آپ موصوف بالذات ہوئے اور کاہی دار اخلاق امیتیاق لشیعین کما ایک علمکار اخلاق میں جو نظر  
 صدق لاما معلم ہو تو اس سے بعد لحاظ اس بحث کے کہ یہ خطاب تمام انجیارات کرام علی السلام  
 ہر اور کلمہ ما سمجھیں ایسا عامہ ہو کہ تمام علوم اور کتب کو شامل یہ بات اور بھی موجود ہو جائی  
 ہر کہ نبوت کمالات علمی میں ہے اور آپ جامع العلوم ہیں اور انہیں باقی جامع نہیں غرض  
 جو بات حدیث علم الادله میں ہے ثابت ہوئی تھی میں شوراء مدایہ مذکورہ سے ثابت ہے کہ  
 ایک تو یہی بات زائد ہو کہ نبوت کمالات علمی میں ہے مونا اس سے ظاہر ہو کیونکہ رسول کی  
 صفت میں یہ فرمانا کہ مصدق لاما معلم جواہر منجملہ کمالات علمی ہے کیونکہ مصدقین علامہ  
 سے مشهور ہے اس جانب پیش کر کہ اُس رسول کا علم ایسا عامہ میں کاہی پہر باہمیہ لفظ رسول ہی  
 میں نظر کر رہاں عزیزی میں پیغامبر کو کہتے ہیں اور بیعام منجملہ اور مرونا ہی ہوتا ہے جو  
 بیشک از قسم علوم ہے اسپر وال ہے اور عجید کالینا عسکر ہے اپ کا بنی الانصار ہوتا ہے  
 ہوتا ہے کچھ بھی معرفت موجود کا علاوه و برین حدیث کثیر ہے ایسا وادعہ میں الحار و الحنین  
 بھی اسی جانب پیش کیونکہ فرق قدم نبوت اور حدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب  
 جب ہی جیان ہو سکتا ہے کہ ایکجا یہی و صفت ذاتی ہوا اور دوسرا جا عرضی اور پسر ق  
 قدم و حدوث اور وادعہ معرفت فرم ہو تو اس حدیث سے ظاہر ہو کی سمجھتا ہے کہ اگر  
 نبوت کا ایسا قدم ہونا کچھ اپ ہی کے ساتھ مخصوص ہوتا تو آپ مقام اختصاص میں یعنی  
 نعمتگار علاوه برین حضرات صوفیہ کرام کی یہی تحقیق کہ مرنی زوح محمدی حیثیت میں اول لعنت  
 علیهم ہے اور بھی اسکے موید ظاہر ہے کہ شاعر کی تربیت سے شرادیگا اور طبیب کی تربیت سے فون  
 طب محدث کی تربیت دربارہ حدیث منفیہ ہو گی فقیہ کی دربارہ فقہ سے جو کسی عزیز صفت امام  
 جو عالم مطلق ہے مثل البخاری دیگر علم خاص و قسم خاص نہیں تو لا جرم فرد تربیت یافتہ عزیز

ذوات پاک محمدی صلعم کمی حلم مطلق میں صاحب کمال ہوئی اور ظاہر ہے کہ مطلق میں تمام حاضر  
خاصہ جو مقدمات میں ہوتی ہیں مخصوص ہوتے ہیں سو یہہ لعینہ مفسون علمت علم الاولین الخ  
اور یہی درجہ ہوتی کہ مجرم خاص جو ہر بھی کوشش پر واد نظر حی الظاهر مسند ثبوت ملتا ہے اور نظر  
خود میں ہر وقت قبضہ میں رہتا ہے مثل غایبات خاصہ کہ وہ بیگاہ کا قبضہ نہیں ہوتا ہے  
حضرت علیم کو قرآن ملا جو تسبیح کا لکھ شروع ہے تاکہ معلوم ہو کہ آپ اس فن میں بکیا ہیں کیونکہ  
شخص کا احتجاج اوسی فن میں مستحب ہی جس فن میں ادا و کار کا شریک نہ ہو اور وہ اوسی  
بکیا ہو شکا خوشیوں کے سامنے اگر اور عاجز ہوتے ہیں تو اچھے خوش قطعہ کے لکھنے ہی  
میں عاجز ہوتی ہیں اور نہوں میں عاجز نہیں بھجو جاتے ابھر رسول اللہ صلعم و صفح ثبوت  
میں موصوف بالذات ہیں اور سو آپ کے اور انہیاں موصوف بالعرض اس صورۃ میں اگر  
رسول اللہ صلعم کو اول یا او سط میں رکھتے تو انہیاں متأخر کا دین اگر مختلف دین میں محمدی ہوتا  
تو اعلیٰ کا ادنیٰ سخن سخن سخن ہونا لازم آتا حالانکہ خود فرماتے ہیں ما شيخ من آية اور  
شیخ ما تدین اور شیخ ہما اور شیخ ہما اور کیوں نہ ہو تو عطا و دین منجلہ رحمت نہ ہو اما غصت  
سو رو جاویان اگر یہ بات تصور ہوتی کہ اعلیٰ درجہ کے علماء کے علوم ادنیٰ درجہ کے  
علماء کے علوم سے کمتر اور آفوان ہوتے ہیں تو مضافاً لفہ بھی تھا پس بخانستے ہیں کہ  
کسی عالم کا عالی مرتب ہونا علوم مرتب علوم پر موقوف ہی بچھے نہیں تو وہ بھی نہیں اور  
انہیاں متأخر کا دین اگر مختلف نہ ہوتا تو یہ بات تو ضرور ہے کہ انہیاں متأخر پر وحی آتی  
اور افاضہ علوم کیا جاتا در ثبوت کے پھر کیا معنی سو مصورت میں اگر وہی علوم محمدی  
ہوئے تو بعد وحد و محکم اتنا سکن زرنا الیک و مالک الحادیون کے جو نسبت ایں کتاب  
کے جسکو قرآن کہہو اور شبہها و تکید و ترکیب ایک الگنا بہت بہی اگر لکھ شیئے جامع علوم

ہو کیا ضرورت تھی اور اگر علوم انبیاء و متأخر علموم محمدی کے ملادہ ہوتے تو اس کتاب کا  
پیانا کل شو مونا غلط ہو جاتا یا بجملہ یہ تو ایسی نبی جامع العلوم کے لئے ایسی ہی کتاب  
جامع چاہیتے تھی تاکہ علوم راتب ثبوت جو لا جرم علوم راتب علمی ہو چنانچہ صرف فرض ہو جکا  
میراثی درستہ بجهہ علوم راتب ثبوت نے شک ایک قول دروغ اور حکایت فلسطینی ایسی  
ہی حتم ثبوت مبنی صرف گوئا خرزمانی لازم ہی چنانچہ اضافت الی النسبین بین انبیاء  
کہ ثبوت مبنی علیہ اقسام راتب ہی ہی کہ ایں مفہوم کا مضاف الیہ و صرف ثبوت ہو زمانہ ہو  
نہیں اور ظاہر ہو کہ در صورت ارادہ تاخذمانی مضاف الیہ حقیقی زمانہ ہو گا اور اخزمانی  
اعنی ثبوت بالعرض ہاں اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمت کو زمانی اور عربی سے  
حالم لے پہنچ تو پہنچ دن و نظر حکایت حرم مراد ہو گا پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی صلعم  
خاتمت مرتضی ہی نہ زمانی اور مجسم تو مرتضی تو میری خیال باقص میں تروہ بات ہو کہ سایہ  
منصف الشاء السادات کارہی نکر سکے سودہ بچھو ہو کہ تقدم تاخذمانی ہو گا یا مکانی یا فری  
یکھم تین لڑکیں ہیں یا قی مفہوم تقدم و تاخذان تینوں کے حق میں جنس اور ظاہر ہو کہ  
شل حشیم و حشیم و ذات و غیرہ معانی لفظ تین میں لوں بعید نہیں جو مثل  
لفظ عین لفظ تقدم و تاخذان کو جو تا خبر کے آثار میں سے ہی بہت انواع مذکورہ  
مشترک کہہ ہو جنس نہیں ہو گرائیں سے ہو اول و آخر زمانی درستی تو شخص ہوتا ہو یعنی اول آخر  
آخر اول نہیں ہو سکتا البتہ تقدم و تاخذمانی کے لئے کسی صحیح کی ضرورت پڑتی ہو جس کی  
اول و آخر معلوم ہو جائی ہو صفوون مسجد کے لئے قبلہ اور دیوار قبلہ درستہ یہاں پر  
درستہ یہ ہو تو قصیدہ منعکس ہو جائی گا جب یہہ بات معلوم ہو گئی تو اسٹریکہ ذات انبیاء و ملائکہ  
تو زندگات خود اس قابل ہی نہیں کہ انہیں تقدم و تاخذ کی جسجا پیش ہواں یا ہٹھ زمانہ والا درستہ  
جس کے پیغور

در انتہی البتہ مقدم و موصو خر کم بستی میں پھر حال خذف مضاف کی ضرورت ہوگی لفظ  
 زمان کی جا پڑا کہ صرفون و تاخر بھی کوئی تغیرہ عام میں تجویز کیا جائے تو پھر سو بلکہ  
 ضرورت ہو کہ خذف خلی قرینہ والہ حکم المخذوفن الخاص ولائی تعمیر میں کسی بھی  
 وجہ ہو کہ لشید الامر من قبل و میں بعد اور اشد اکبر میں کل شی یا من کل شی مخدوف  
 سمجھا جاتا ہے پھر حال موضع دو نو صورتیں برابر لفظ زمان ہو یا کوئی مفہوم عام پڑھے  
 زمان ہی کیا ہو اس صورتیں ہر نوع میں مفہوم خالیت جدی طرح ظہور کر گیا جیسا کہ  
 ائمہ ائمہ راشدین و ائمہ ائمہ رجیب و ائمہ ائمہ رجیب میں عمل الشیطان میں مفہوم رجس  
 خس عالم ہو کہ اسکی لئی خر جدی نوع ہو اور پیروغیرہ جدی دنیا ہر جسے اور طرح  
 ظہور کیا ہے ان اور طرح یعنی خسر میں بخاست ظاہری بھی ظاہر بھی انسانی انسانی باقیہ میں  
 نقطہ بخاست بالطفی ہی رہی سو جیسی علیہ تھیات ظہور نہ کو یہ ہوئی کہ یہاں فعل ثرب  
 شراب کے باعث ممنوع ہوا اسیلے پانی وغیرہ کا پہنا ممنوع نہیں تو یہاں تو حیث  
 اصلی حجم شراب کی ہوگی اور پیروغیرہ میں آپس اور معلومہ اعمال کے باعث پڑی ہوئی  
 کیونکہ اسیلے معلومہ مراتیات افعال معلومہ میں اکتو جس صفت اصلی افعال کی ہوگی سو اسکی  
 ناپاکی وہی بخاست بالطفی مگر جیسا کو افعال اور شراب میں فرق ہو اور پیروغیرہ میں تجدید  
 ایسی ہی یہاں قصر ہو بلکہ یہاں تینوں نو صور کا مفہوم پیش کرد تاخر ہو ما ایسا ظاہر ہو  
 جیسا شراب کا موصوف بر جس میں نا مشل اضاف افعال بر جس خطا یا احتمال تجویز نہیں  
 اور کچھاں خاتم مثل بر جس عالم کہا جائے تو پر جہ اوسلے قابل قبول ہو کہ میں خالیت  
 ہوئے تو اور مرتبی کو تو قصہ تھیں میں ایجاد م نہیں ہاں مکافی میں ہو سو لفظیاں تاخر مرتبی ہاں  
 کے جو کو قرار دے سمجھا جائیگا اور زیر ہمی اختمام ہو کا سو اکارا مطلقاً اور مجموعہ تسبیب لفظی

خاتمیت زمانی ظاهر بر جو دینہ سلیمانی و ممتازیت زمانی بدلات التراجم فی المکانیت  
 نبوی مسیحی مثل آنست که مختصر لغت نازرون میں موسیٰ الائمه لا تبیع بعدی او کا قال جو بعلم اپنے طرز  
 مذکور اسی الفاظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہی کہ سب اسکیں کافی کہیں کہ کچھ منفصل درجہ تو اثر کو  
 پوچھ گیا ہے پھر اپرا جماع بھی منعقد ہو گیا کو الفاظ مذکور یعنی متوالی منقول ہیون سے  
 پچھہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوا کہ جیسا تو اثر اعداء کی  
 فرائض و وتر و غیرہ با وجود دیکھ کر الفاظ احادیث تعداد رکعت متوالی نہیں جیسا اسکا منکر  
 کافر ہے ایسا ہی اسکا منکر بھی کافر ہو کا آجی پکھا ہے کہ اس معنوی مختلف میں الجملتین اور مستدرجا  
 اور استشاراً ذکور بھی نیایت درج ہے میان نظر آنا ہے اور خاتمیت بھی بوجہ حاشیت ہوئی تو  
 اور خاتمیت مانی ہے کہ نہیں جاتی اور نیز اس میں جسی قوام خاتم کی استشار جیسا ہے یعنی فرائ  
 خاتم فتحہ القاریہ پہنچا یت درج ہے کوئی تخلف نہیں ہو زدن ہو جاتی ہے کہیں جسیکم فتحہ القاریہ کا اثر اور فتحہ مختار میں  
 ہو ہے اسی بھی موصو بالذات کا اثر موصو بالعرف میں ہو ہے کوئی مطلوب ہے کہ یہ مخصوص کیہا ہے کہ ابوت محرر  
 تحریک مصلح کو کسی مرد کی نسبت مصل نہیں پایا ہے بلکہ بالعرض مکانیت بھی مصل نہیں کیتی  
 بھی مصل بخوبی کی نسبت تو فقط خاتم النبیین ہے اسی میں  
 بالذات کے فرم ہوئے موصو بالذات اور صادر فرمیہ کی مصل ہو ہے اور وہ میکنیل اور ظاہر بھکر کہ والد  
 کو ولاد اولاد کو اولاد کی مکانیت ہے میں کہ یہ مصل سے کہیں سید ہوئے ہے فاعل ہوئا ہے خاص  
 والد کا اسم فاعل ہونا اپر شاہد ہے اور کچھ منقول ہوتے ہیں خانجہ اولاد کو مولود کہ اسکی  
 دلیل ہے سو جب ذات بابر کات محمدی صلح موصو بالذات بالنبیہ ہوئی ولاد بیان رہا فی موصو بالذات  
 تو یہ بیان ایسا ہے کہ آپ والد معنوی ہیں اور بابیا رہا فی آئکے شاہد اولاد میکنیل  
 اور آیینی مصلت بخوبی ایسا ہے کہ تو یہ بادام ہے پر آیینہ ایسی اور ایسا ہے

سی محمد رسول اللہ صلی اللہ کو صدری بنایا ہو اور العینی اولیٰ بالمومنین کو کبرتو دیکھئے تھے نتیجہ نکلا ہو  
 یا نہیں صورت اسکی تھی کہ العینی اولے بالمومنین میں الفیض کو بعد لحاظ صاحبہ من الفیض کے  
 دیکھئے تو پچھے بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قریب حال  
 تھے کہ اونکی جانوں کو بھی اونکے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اونکے معنی افسوس ہوا اور اگر نہیں  
 احباب یا اولے بالتصدیر ہوتے بھی بھی بات لازم آئیگی کیونکہ ابہبیت اور ایلویت بالتصدیر  
 کے لئے اقتدار قوی و صہبہ ہو سکتی ہے بالعكس نہیں ہو سکتا اولیٰ اول یہ بات سنئے کہ ایسی اقتدار  
 جو اپنی حقیقت سی بھی زیادہ ہو بجز مو صوف بالذات کے کہ مو صوف بالعرض و صفت عارض  
 کی تیزی ہوتا ہے اور اسکی کیسے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ ربط افاضہ اکریں لشیں پڑتی  
 تو باعتبار اصل حقیقت استثناء اور تباہ ہو گا اگرچہ دونوں ایک مو صوف میں آفاقاً جمع  
 ہوں اتنا قریب کیجا اور اگر ربط افاضہ بین لشیں ہے یعنی ایک مو صوف بالذات اور مو صرف  
 مو صوف بالعرض ہو تو لا جرم مو صوف بالعرض کے ساتھ تکمیلت و صفت عارض اور مو صرف  
 و صفت عارض محتاج مو صرف فعال معلوم ہے اسی میں مو صفت عارض کو جو کچھ خصوصی  
 ہوتا ہے بعد تحقیق حاصل ہونا معلوم ہے اسی میں ادا القیاس اور ادا شخص تھی بعد اور اک حاصل وجود  
 ہوتا ہے پہاڑیہ درس کیکیو دیکھئے تو ایک موجود ہبھم ہوتا ہے جسکا اطباق ہزاروں ہماروں  
 پر مشتمل ہے پرجوں جوں فریب آتا جاتا ہے وہ ابھام مرتفع ہوتا جاتا ہے اور تمیز ہوا درا  
 ت شخصیات پر مو قوف ہی حاصل ہوتی جاتی ہے مو صوجب حالت بعد میں کچھ حال ہو تو حالت  
 قدر میں تو اس احریبھم کو اور بھی دخافت ہو جائیگی جسکی وجہ سے تقدم علیے اور اک  
 اسحراں نہ ہو جائے علاوہ برین معلوم ہونا خود ایک و صفت وجودی ہے اور معلوم  
 کے معنی قطع نظر تقلید سی کر کے انسان سے دیکھئے تو یہ معلوم ہو ہیں

کہ افاضہ وجود وہی عالم کی طرف سے اور پرتو ناہی اور وہ نور علم جو ذات عالم کے سامنے  
ایسی طرح قائم ہے جس کو آفتاب کا نور آفتاب کے ساتھ اوسکو ایسی طرح مجیط ہو جاتا ہے  
جیسے زندگی کو شیارستیر کو اور ظاہر ہے کہ عالم کو اگرا اور اک معلوم ہو گا تو وہ ایسا  
ہی ہو گا جسیسے فرض کرو آفتاب کو انوار خاصہ دیوار کا علم جنکو ہم دیوب پہنچتے ہیں مگر  
اوسمیں سو نور مطلق جس کو صفت آفتاب ہے اور تسلیت اور تربیم وغیرہ تقطیعات دیوب جو  
صحن خانوں وغیرہ کی طرف سی لاحق ہوتے ہیں اصل میں صفت مبنی خانہ وغیرہ اور اسوجہ  
سے در صورت علم غریب جو آفتاب کو حاصل ہو گا علم نور مطلق باینو جس کہ اپنی صفت ہے  
علم تقطیعات سو جواہر و نکی صفت ہے مقدم ہو گا ایسا ہی نور علم مذکور صفت عالم ہے اور  
مثنا معلوم ہا اور اسوجہ سے علم صفت خود جو عین علم ہے علم شخصاً سے مقدم ہو  
جس کو نور قدرات خود منور ہے اور بہی شخصات اور تعلیمات جو حقیقت میں حقیقت معلوم  
ہوں لیونکے اسم زید و عمر وغیرہ بھی خصوصیات خاصہ ہیں جنکی وجہ سے باہم تباہ ہے  
مشترک جس کو حقیقت انسانی کہیجے منور بالعرض سو اس حکمت علم میں جب نور مطلق  
بیکھرے ہو جائے اور حقیقت مذکورہ دوسری بار تو در صورتیکہ مقصود بالعلم وہ حقائق ہیں جوں  
بیکھرے ہوں اور حقیقت مذکورہ دوسری بار تو یون کہتا پڑیا کہ موصوف بالذات اُس موصوف  
اور عالم خود صاحب حقیقت تو یون کہتا پڑیا کہ موصوف بالذات اُس موصوف  
بالعرض سو اسکی حقیقت کی نسبت بھی زیادہ قریب ہے کیونکہ قریب بعید کے دریافت کے  
لئے کہنی پڑتی فاصلہ ضرور ہے اور فاصلہ کے کم ہونے کی وجہہ علامت ہے کہ اور دوسری حکمت  
بیکھرے تو زیادہ فاصلہ کی خیز سی پہلے آئی سو دیکھیہ لیجئے حرکت فکری میں اول ولیل آتی ہے  
پھر مددوں اسیلئے مستدلالی ہی میں باینو جس کے ولیل جو حقیقت میں علت ہوئی ہے باہم علت  
آئیگی اور مطلوب بعد میں ہصورت میں ولیل اعنی علت کو مطلوب سے پہلے ہے مددگار ہے

زیادہ قرب ہو گا مگر بھر قرب نسبت معلول کے سوار ہلت اور اسکیوں صیب نہیں کونکار  
 میں الفضل ہو گو انصال ہو تو جیاں تیز قرب ہو گا ہی علیت معلوم ہو گی اور وقت استدلال  
 اگر خود معلول ہی پڑا اور اس کے کی طرف متوجہ ہو کا درستدال پہنچ لال لمی ہو تو یہ بات صاف  
 روشن ہو جائیگی کہ طالب کی ذات سے اسکی ہلت قریب ہو سو اگر مونین کو اپنی حقیقت کا اک  
 مطلوب ہو گا تو نے شک اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم فکری میں آئیگی پھر انکی حقیقت باقی  
 رہی ولیل انی وہ حقیقت یعنی ولیل ہی نہیں ہوئی بلکہ استدلال انی کے لئے ضرور ہو کہ اول  
 استدلال لمی ہوئی اگر آفتاب کو ہلت فوراً سمجھیں تو پھر تو سو و جزو آفتاب پر استدلال  
 ممکن نہیں اور یہ سمجھنا کہ بھر ہلت ہو اور وہ معلول ہی کی استدلال لمی ہی استدلال لمی  
 میں سو اسکا اور کیا ہوتا ہو لفظ وجود ذہنی معلول ہی ہلت کو دیکھ دہی پر ایسی طرح معرفت  
 سمجھیو اسکا وجود خارجی اسکو وجود خارجی پڑھی استدلال اسے میں علم تازہ نہیں ہوتا علم  
 سوالی کا اختصار ہوتا ہو اور ظاہر ہے کہ ہلت اپنے معلول میں نسبت اسکی حقیقت کے  
 جو تدبیات اور شخصیات میں اور سچملہ لواحی اور توابع اور محتاج نے لختی اولی بالصف  
 ہو ہلتہ القياس معلول کو اگر قابل محبت ہو جمعت اپنی ہلت ہو گی جو اسکی احتیاط  
 اور اسکی کاپڑوں اور میں ہو چکا کچھ مثال اور آفتاب سے ظاہر ہو وہ محبت تعینات کسی  
 کامیکو ہو گی جو لواحی ہیں اور یا ہم الفاظی ملاقات ہو گئی ہو اس صورت میں ہلت کو نسبت  
 اس سکے معلول کے اگر احباب اللہ من نفسم کہا جائے تو بجا ہو غرض اولیے بمعنی اقرب  
 ان دونوں معنوں کو مستلزم ہو اور پھر دونوں ایسکو منافی نہیں بلکہ اس سکے تخفیت  
 نسبت دالیں ہیں جیسے تو اس آفتاب پر طویل آفتاب پر والات کرتا ہو جو جیسے طویل آفتاب  
 کے جو نسبت دالیں ہیں کامیکم ہوں ایسے ہی تخفیت اولیت بعضی اقویت تھی اولیت بالضرف اور

اولویت بعضی اہمیت پر مقدم ہو گئی غرض اور جیت مذکورہ کا باہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 مرحوم ہوتا ہے اپنے طور کہ آپ اقرب الی الامانۃ المرحمۃ من انفسہم ہوں ضرور ہے اور بخوبی جز  
 اسکے متنہ نہیں کہ آپ علت ہوں اور امت مرحومہ اعنی مومنین مخلوق اور ظاہر ہو گئے مغل  
 ہوں جو کچھ ہوتا ہے فیض علت اور عطا ر علت ہوتا ہے اسیلئے اسکو لئے صیغہ مفعول  
 تجویز کیا گیا اسصورتین علت میں ضرور ہو گرد وہ فیض ذاتی ہو ورنہ ذاتی بھی بعضی  
 توکوئی اور بھی مفیض حقیقی ہو گا کیونکہ یہ تو ہو سی نہیں سکتا کہ وصف عرضی خود کو  
 ہو جائی کوئی موصوف بالذات ضرور ہو سو دبی ہماری نزدیک علت اصلی ہو اور غرض لفظ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی اللہ کو ہو جب صغری ہو تو بوجہ اجنبی  
 شرک اللہ ضرور یہ جو شکل اول میں ہونی چاہئیں بھی تجویز نہیں کہ محمد اوسے بالذین  
 میں انفسہم اور بھیم بات اسیاں کو مستلزم ہو گرد وصف ایمانی آپ میں بالذات ہوا و  
 میں مونین میں۔ لعرض آپ اس امر میں مونین کے حق میں والد مصنوعی ہیں یعنی ورنہ  
 کا ایمان آپ کے ایمان سے پیدا ہوا ہے آپ کا ایمان اور وہ کے ایمان کی اصل ہے  
 اور وہ کا ایمان آپ کے ایمان کی سلسلہ اس تقریر پر وجوہ عطف مذکور اور مقتدر کے ساتھ  
 خوب واضح ہو گئی اسلامی مخصوص کو یہیں ختم کرتا ہوں اگرچہ خواتی مزید توضیح بجات کو  
 مقتضی تھی کہ مثل علم ایمان کا ایک وصف فطری ہوتا اور بھی بات کہ ایمان کالات علمی  
 ہے جو پر علم پر موقوف اور ثبوت کالات علمی ہیں کسی ہو کر کو عمل کو مستلزم اور مقتدر کے  
 امر کے انبیاء رکس بات میں آپ کے ساتھ علاقہ مولود یہ رکھتے ہیں اور امت کسی میں  
 اور پر کیوں لفڑی شیر تو لم مونین کو لفڑی شیر تو ل انبیاء سو مقدم رکھا یکھ باتیں پیش  
 کیا اور حسب فہم موجود کر جاتا پر باندیشہ نظریں قدر ضروری۔ لفڑا کر کے عنده میں

ہوں کہ اطلاق خاتم اسبابات کو تلقینی ہو کہ تمام انبیاء کا سلسلہ نبوت آپ پر ختم  
 ہوتا ہے جسیو انہیار گذشتہ کا وصف نبوت میں حسب تقریب مطہر اس لفظ سے آپ کی  
 لفظ محتاج ہونا ثابت ہوا ہے اور آپ کا اس وصف میں کسیکی طرف محتاج نہ ہونا  
 اسیں انہیار گذشتہ ہوں یا کوئی اور طرح اگر فرض کر جو آپ کے زمانہ میں بھی انہیں  
 میں یا کسی اور زمین میں یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ  
 ہوئی کا محتاج ہو گا اور اوسکا سلسلہ نبوت بہر طور آپ پر مختص ہو گا اور کیوں نہ ہو  
 علی کا سلسلہ علم رختم ہونا ہے جب علم حکم للبشری ختم ہو لیا تو پہلے علم عمل کی  
 چلے غرض خستام اگر بایں معنی تجویز کیا تو ہم میں نے غرض تو آپ کا خاتم ہونا انہیار گذشتہ  
 ہی کی لبیت خاص نہ ہو گا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جی  
 آپ کا خاتم ہونا پرستور باقی رہتا ہے مگر جسیو اطلاق خاتم النبیین اسباب گذشتے  
 ہو کہ اس لفظ میں کچھ تاویل تجھے اور علیکے العموم تمام انبیاء کا خاتم کہئے ہو طرح اطلاق  
 لفظ مشتمل ہو جو آیہ السماں الذی خلق کلیعہ سموات و میں الارض فیتھلہ علیہ قیتل الامر  
 میں داقع ہو اسبابات کو تلقینی ہو کہ سوار تباہی ذاتی ارض و سما جو لفظ سماء  
 اور لفظ ارض سے مفہوم ہو اور ان دونوں لفظوں کا ذکر کرنا اسباب میں مشتمل  
 استثمار ہو اور نیز علاوہ اس تباہی کے وجہ اخلاف لوازم فرائی یا اختلاف متنا  
 ذاتی خواہ منجملہ لوازم دجود ہوں یا مفارقہ بین الشمار والارض مستصور ہو اور بالآخر  
 مشتمل ہے بھیم الوجه بین الشمار والارض مماثلت ہوئی چاہیے سو اکیم سے  
 مماثلت فی العدد اور مماثلت فی البعد اور فوق و تحت ہونے میں مماثلت تو اسی  
 صفات فوج سو محییں ہو جس سے تحقیقہ بیان ارضیں معلوم ہوا ہے اور صفات

شکرہ نے بھوالہ امام ترمذی اور امام احمد را پسند کیا ہے اور ترمذی نے  
کتابت پر یہ میں سور و حدیث کی تفسیر بن دی تھی کیا تو یہ حدیث یہ ہے وہ میں بھرپورہ قانین یا نابنی اصل حکم  
جالیں وہ صحابہ اذ ائی علیهم سب اب فعال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے تندوں کی ماہدا فما او اللہ در رسولہ علیہ  
قال نہ رعنان نہ ہے روا کیا الارض تیسو قہما اشد ای قوم لا یکردنہ لا یزد عویش حکم قال لئے کرو افونکم  
قالوا اللہ در رسولہ اعلم قال فانہا الرقیع شفقت پا مخنوٹ و هرج عج کفر حکم قال ہل مدد  
با بنگلہ و بیتہا عالموا اللہ در رسولہ اعلم قال بیتکم و بیتہا خسما تیر عاصم قال لئے کرو  
نا فوق ذلک قاتلوا اللہ در رسولہ اعلم حکم قال سوار ان بعد با بیتہا خسما تیر عاصم قال لئے  
حتی عدیج سمواتی ما بین کل سوارین ما بین السماء والارض حکم قال ہل مددون نا فوق ذلک  
قالوا اللہ در رسولہ اعلم قال ان فوق ذلک العرش و بینہ و بین السماء لم یکردنہ ما بین السماء  
حکم قال ہل مددون ما الذی تحکم قاتلوا اللہ در رسولہ اعلم حکم قال فانہا الارض حکم قال ہل مدد  
ما تحکم ذلک قاتلوا اللہ در رسولہ اعلم حکم قال ان تحکم ارض اخری بیتہا سیرہ خسما تیر  
حتی عدیج ارکھین بین کل آرضین سیرہ خسما تیر عاصم حکم قال والذی نفیت محبیہ  
او اکھر و لکھت بھیل اے الارض شفقت لیہیط علیه اللہ حکم فرآ ہوا الاول والا آخر دانظاهر  
و اول باری طی بھیل شری علیم رواہ احمد و الترمذی انتہی اس حدیث سے علاوہ اسکو کہیجہ میں سب  
میں اور بھی سات زینوں کا ہونا اور وہ بھی پنجی اور پہونا اور براہیک زین سعد و مسی  
زین کے ساتوں زینوں میں وہچہ پانچ سورہ سکی راہ کا فاسلم ہونا پھر حکم ثابت ہے  
غرض بھیہ میں ہماشین تو اسی حدیث سے تبریز کے معلوم ہو گئی جسکے معلوم ہو سکے یہ چال  
کہ بعد میں تباہی مذکور کے اور سب باقونین شہادت الملاق و علوم کلام ریائی فنا  
ماد ہو اور بھی قوی ہو گیا اور گپتوں نہ ہواں تو مغلیں بھی اُسی کلام اللہ میں ہو گئیں لفظ

خاتم النبیین حسکلی اطلاق کی اور نہیں کی عکوم کے باعث کسی نے اجتک اللہ وین میں کے  
 سکر کسی قسم کی تاویل یا تفہیص کا کرنے اجازہ سمجھا تو رات دن بھی ماکسی بندت کی  
 پوچھی میں نہیں جو احتمال تحریک و افترا ہو پڑھدیت نہ کوہ سقدیر صدق خال نہ کو علاوہ  
 بین مقابل کے عبارف آسمان میں بت معمور کا ہوتا اور پہلے این لفظ کے مقابل کجیا اور پر کہیں کہ جائے  
 اور پسچھے تھت الشریک تو کعبہ ہی ہو جمال مالکت کو اور دوچندی مسکن کر جو دنیا ہو جائے  
 اطلاق مالکت میں ہر زیر فعت مرتبہ بتوی صلح میانگی کا اگر اطلاق نہ کو کو سلیم بچھو تو  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور فعت کے ساتھ نہیں کہ کل ایک ہی باتی رہجا ہو اور پھر حصہ  
 عظمت کہ ہو جاتا ہے اشارہ اللہ تریپ ہی یہم عماطل ہوا جاتا ہو خراصل مطلب یہم چیز  
 بات ثابت ہوئی کہ سماں آسمان ہریں اور وہ بھی اور پسچھو کیتھے ما آفون و رائیں باہیں آ کوہ جو  
 واقع نہیں اور پہر انہیں پا بچ پا بچ سورہ کافا صلی اللہ علیہ وسلم زندگی کا حال ہو تو کوہ  
 بھی نہیں سمجھنا چاہیکہ جیسی سالون آسمان نہیں آبادی ہی اور پہر اور کے آسمان و  
 پسچھو کے آسمان والوں نہ حاکم الی ہی ساقوں نہیں نہیں آبادی کی اور پہر کے آسمان و  
 پسچھو کی زمین والوں نہ حاکم سونگو دلیل حکومت اہل سماوات فوقانی اول تلوہ جلہ پیش ترندی کی  
 ہو قال الرزقی فی ابواب التفسیر فی تفسیر سورۃ سکایا حدث انصری علی البختی فی عبید  
 شاعر عن الرزقی عن علی بن حسین عن ابن عباس قال پیغمبر حمل ایک سلمہ بالیک فی لفیر  
 اصحابہ اور علی بچھو فاسفار فعال رسول ایک سلمہ کا ستر کیا کیا کیا کیا کیا ایک عجائب اور ایک  
 قابل اکناف فیون یون ٹھنڈی یون دیو کہ عظیم فعال ایک ایک سلمہ فرانکر نہیں پر لمحہ احمد و ل  
 علی بچھو کو کرم دیتا ہے اسکے فعال ایک ایک سلمہ کیا  
 شم الدین کیوں ہم حقیقی پیغام ایک عجائب ایک عجائب ایک عجائب ایک عجائب ایک عجائب ایک عجائب

الله نباد سمع و میں السمع و میں فوکہ الی اولیاً یہم فما جاؤ بہ علی  
و یہم فہو حق و کتبہم محشرہ و نہ دزیر و نہ مدد احمد پت حسن یحیم اس مضمون کو  
صاف ظاہر ہو کہ حکم خداوندی طاکہ کی ثابت ہو کہہ ہوتا ہو و اس ترتیب سوچئے  
پونچھا ہو سوچہ بات بعینہ الیسی ہی حکم بادشاہی ہو کہہ لازمان مانگت کی ثابت  
ہوتا ہو اون سو اور کے لازموں کیوں کو اُن کی پونچھا ہو چنانچہ کس کو معلوم ہوا اور  
نیز متفضہ حدیث دیگر بھی بھی ہو جو شاہ عبد العزیز صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے  
فسیہ عزیزی سورہ بقریں بدل لشیر آیہ کعبہ مسٹوی ای اکھادی مسکو ہوئی سیع شلوٹ  
روایت کی ہے چنانچہ فسر ملتے ہیں وابن المنذر از ابن عباس روایت کروہ است کہ  
رسید اللہ سمواتِ السماء الٰتی فیہ الْعَرْشُ وَسِیدُ الْأَرْضَیں ابْتَلَهُ اَنْشَمَ طَلَبَہَا اَنْ  
حدیث سو ایک تو مانکت زائدہ معلوم ہوئی لفظی جیزوہ ان اور کاشمان فضل ہو  
یونکہ عرشِ اوصیحین ہو لفظی اس سو مفضل ہو بھان اور کی زمین یعنی یہ زمین افضل  
ہے دوسری بدلالت الفراہی بھی ثابت ہوا کہ اور کے آسمان والے سچے دالوں  
حاکم ہوں کیونکہ افضلیتِ سمواتِ ظاہر ہو کہ با اختصار افضلیتِ سکان ہو سو نوع  
واحد میں افضلیتِ بیانات کو متفضی ہو کہ فرد افضل و اکمل موصوف بالذات ہو کیونکہ  
موصوف بالذات کی طرف سو تو نو ہم واحد میں تعداد افزاد ملکوں نہیں بلکہ کوہ و دارہ  
ہوتا ہو اور بھان دو تعلز آتے ہیں بین نظر کہ نو ہم واحد میں دیگر کو متفضی ہو کہ  
امتحاناً و مشرک کی طرف راجح ہوا اور تباہی امور متابعت ہے کی طرف پہنچا مکار و مفت  
لازم آجائی ہو اصول میں لا جرم بھی اخلاق و تھاویت محرد فی اور قابل کی طرف

ہو گا کیونکہ حوالوں میں جسے اختلاف ہے وہ انہیں دو کی طرف یا الگی تفہمات کی طرف جیسو  
الات دشرا اعظم ہیں میں سب ہوتی ہیں بوجہ تنگی مقام زیادہ شرح سے سعی خود ہوں یا انہم مل  
فہم کیوں کی طرف میں معمول ہوتی ہیں اونکو اتنا بھی کافی ہے اخوض بھی خلاف فیقارت  
محروم خاتمات کے لئے کسی صورت میں فرماں دل وہ دھرم نے اخوض ہو گا۔  
ایسی محروم خاتمات کے حق میں موصوف بالذات ہوتا ہے اگرچہ کسی اور کی تسبیت وہ بھی محروم ہو  
جیسو ہائیہ وقت فور انشائی درود پیوار اگر درود پیوار کی تسبیت وہ سلطنتی اخوض اور موصوف  
بالذات ہے تو آنے والی تسبیت خود محروم ہے اسی مسجوٹ عنہما میں بھی دوسرے  
بھکر عدل فضیلت بالضرور بھات کو مستحب ہو کہ جو فضل مسروہ باقیون پر حاکم ہو علاوہ پر  
حسن انتظام خداوند ہی جوہر نو ہے میں نہایان ہی اکبات کو مستحب ہو کہ جیسو افراد کا سلسلہ  
نوجہ پر درانواج کا ہے جس پر خصم ہوتا ہے اور اس پر بھی خصم کے حکام و اثمار انواع میں اور انہی  
کے حکام و اثمار افراد میں جاری نہیں ہیں بلکہ انتقال جوہر خداوند ہی لعقول ہیں  
نہایان ہے اور اس وجہ سے وہ انتظام جو اسکے متعدد ہو جانے اور اسکے جماعت پر موقوف  
ہے باطل ہو جانا ہے کسی ایک آدمی کے متعلق کہ کسکو مستقل انتظام قرار دیا جائے ہو کے  
سامنے یہ کہ انتقال فرادی فرادی دلائے محتاج نظر آئیں سو کہ کام حکومت ہو بلکہ وہ جو  
تمثیل افرادی خود کی وجہ پر تعدد اخوض کر کے اسکو نکال کر کی کو محروم خاتمات کے ساتھ خداوند  
ہو تو یہہ تعدد افراد ہرگز ظاہر نہ ہے اور اس صورت میں مناسب یوں ہو کہ موصوف بالذات  
پر پیشہ طیکری قابلیت حکومت و محکومیت رکھتے ہوں حاکم ہوتا کہ قبوب عیتے بالحقیقت  
ظاہری سنبھالہے و ضع الشوقي محلہ بھی ہے پر تھہ فوئیتہ و رکھتیت با وجود اتحاد نو عین کے  
عدل و حکمت اس بات کو مستحب ہے کہ جیسو خود تنزل نہیں اور نوع تنزل ہنسیو ہو گا

فوقیت و تجیہت اور نون صحیح ہوں سہل کر تسلیم رشید بھی مثل تکشیر بجز عروض مکمل ہوئی خواستہ  
از ادا کی تسلیم نوعی ہونے سے افراد انواع کے تزلیخ حسی نہ ہو جو بات ظاہر ہو کہ تسلیم و  
تکشیر مسلمان ہیں اور عروض پر موقوف اور عروض کا قسم آپ سن بھی پچکے ہیں کہ موصوف  
بالذات موصوف بالعرض پر جس کو باعتبار ظاہر و مفروض احکام معنی اثار حاکم ہوتا ہے تو اسی  
باعتبار حکومت بھی حاکم ہوتا ہے ایک مصروفین کیفیت حال یہ ہوگی کہ ادا واجح ساقلم  
درستہ تکشیر میں پیدا ہوئی ہیں اور درجہ میں بھی پچھے ہیں ارجح صیغہ و تصریف ہوں اور ادا  
عاليہ ارجح صیغہ میں عالی اور وحدت اور مبدأ کی جانب ہیں ارجح عظیم اور بکریہ ہوں خوش  
جیب بمحروم حصہ کو لیجھ تو ایک روح اعظم مثل اب الفوع ہو اور جدی بھروسہ کر لیجے تو  
روح صیغہ پیدا ہو سو جب درستہ صیغہ میں رہ جائیت ہو جانچہ ادا کے بلا اعظم سو ظاہر اور  
تو درستہ عظمت میں رہ جائیت کیوں نہ ہوگی کیونکہ وصف ذاتی حالت اجتماع حصول میں تو اور  
بھی زیادہ قوی ہوتا ہو سو یہ اجتماع حصہ اگر ہوتا ہو تو موصوف بالذات ہی میں ہوتا ہو  
عروض میں نہیں ہوتا کسی صحن میں پورا نور نہیں الجہة آفاتی سب جسم فراہم ہیں لایک فراہم  
فو قائمی میں ارجح عظیم ہونگی اور حراثت تحائفی میں ارجح صیغہ اور ارجح صیغہ موقوف  
شخت خارجی و ظاہری بھی محو نظر ہے اچھا ہے تو کہ ظاہر و باطن مشابہ ہیں بالکل وحدت و  
دلکش ازادی اور پھر فرق فوق و تحت بافتیار قانون عدل و حکمت اگر درستہ ہو سکتا ہو تو  
یوں ہو سکتا ہی جس طرح صیغہ عرض کیا کہ ارجح عالیہ ارجح ساقلم کے لئے موصوف بالذات  
ہوں اور افضلترین ملائکہ فلکہ نہ تن کوئی ایک ملک ہو جسکی روح منبع ارجح ملائکہ یا قیمة فلکہ  
نہ تن کی ہو اور منبع روح فرد افضلترین ملائکہ فلکہ ششم بھی ہو کہ پہاڑی کی روح منبع ارجح

فلک ششم اور فردا کل ملائکہ فلک پنجم علیے ہے القياس اور فردا کل ملائکہ فلک ششم کا یا الیم  
 باقیہ فلک ششم کے لئے بھی منبع ہونا اور فردا کل ملائکہ فلک ششم کے لئے بھی منبع ہونا اور  
 یہ اونٹا اور پرہونا اور فقط تابع ہونا اور اسکا نیچے ہونا اور متبوع و مینم ملائکہ باقیہ فلک ششم  
 بھی ہونا ایسا ہو جیسا آفتاب کا نسبت آئینہ دائمہ فیصلہ منبع اور بستہ دہوب سبقت منبع  
 ہونا لایہ رہے گہرہ دہوب اور پرہیز اگرچہ منبع اندر نہیں فقط تابع ہی متبوع نہیں اور آئینہ  
 منور یا جن شطر کہ درہ دیوار کے حق میں منبع اندر بھی ہو گیا ہو تو اسکے حق میں متبوع ہی  
 یہ مکر بھی صورت است وقت باہم میں کبھی بھی ہو گئی ستائون کی سانوں آباد بھی ہو گئی اور اپر  
 کی زین کی فردا کل اعلیٰ محمد رسول اللہ صلیم کی روح پاک جیسا اور واح انبیاء و مولین کے  
 لئے مفہیم ہو گی ایسی تھی فردا کل زین ٹانی کے لئے بھی منبع ہو گی اور اوسکی روح پاک یا قی  
 اش زین کی سکان کے لئے بھی منبع ہو گی اور فردا کل زین میں ہدم کے لئے بھی منبع ہو گی  
 جسے ہذا القياس نیچے کی زین تک خیال کر لوا در اس تقریر سے پیدا ہجھم بھی مرتفع ہو گیا کہ  
 یہاں کا ہر ہر فرد حاکم متبوع ہوا اور اس اخونی ماں کے افزاد مقابلو متناظر ہا پڑا اسے  
 نظام کے تابع بلکہ فقط فردا کل کا متبوع ہونا اور اس مسائل کے وسرا و کل کا اس  
 کی نسبت اول تابع ہونا اور اس کے بعد انتشار و باقیہ کا تابع ہونا سمجھا جاتا  
 ہے مثال مطلوب ہے تو اول اثنا سی اور آئینہ کے حال بغور کھو اپر کی دہوب میں  
 ان دہوبوں کی اصل نیز جو آئینہ کو کوہ پہاڑوں کی دوسری دلکشی لائے تو اسٹر  
 مشکل حاکم راؤں کی ایک ایسکی ایسکی ایسکی کے حاکم نہیں البتہ لائے بوساطہ نہیں  
 بھی حاکم ہو جیسا آفتاب بوساطہ آئینہ نیچے دہوبوں کا بھی خود مہماں اس تقدیر پر نیچے  
 کی زین کو سلسلہ نبوت شروع ہو گا اور رسول اللہ صلیم کے اور پرہ سلسلہ ختم ہو گا

جیسے تو بہانگی بیوں کا سلسلہ بھی آپ ہی پڑھتا تھم پاٹا ہوا تسا فرق ہو کہ یہاں انہیاں باقیہ  
میں باہم نسبت حکومت و مکملی محسن باشارہ عقلی نہیں بکال سکتی اور بچوں کی زمین سے جو  
سلسلہ شروع ہوا ہوا اس میں باشارہ عقلی تم کہہ سکتے ہیں کہ دوسری زمین والی تیسری  
زمین والوں پر حاکم ہیں اور تیسری زمین والوں پر حاکم ہے نہ القياس سو اس فتنے  
کی تصحیح اگر مثال سے منظور ہو تو منظور کہ کبادشاہ کو لائٹ پر اور لائٹ کو لفڑت پر حاکم تو فتنے  
اتنی بھی بات کے بہر و سوچ کہہ سکتے ہیں کہ ہمکو ان مراثب کا باہم فرق دیکھت ہونا معلوم ہے  
پر لائٹ پر لفڑت کے محکمہ اور علماء میں بھی حکم بردار جاری نہیں کر سکتے غرض ایک سلسلہ  
بیوں تو فرق دیکھتے ہیں واقع ہوا اور باعث بار فرق مراثب مکانی اور سکے فرق مراثب کی وجہ  
اشارة کیا گیا ہو اور ایک سلسلہ بیوں ناصی و مستقبل میں واقع ہوا اور باعث بار فرق مراثب  
زمانی اور سکو فرق مراثب کی طرف اطلاع کی گئی شرح اسکی بیجسے کہ اہل فہم پر دشمن ہو کہ  
زمانہ ایک حرکت ارادہ خداوندی ہو اور یہی وجہ ہو کہ محققین صوفیہ کرام علمیں الرحمۃ  
تجدد و امثال کے قائل ہوئے کیونکہ حرکت میں مقولہ حرکت کا ایک فرد ہر آن میں جدا ہو  
کو ہماری خلائق کی خالیہ الاشارة اور یہی وجہ ہو کہ زمانہ مقدار حرکت ہو کیونکہ  
مقدار ہو سنت کے لئے تماشی اور تجسس ضرور ہو خط کے لئے مقدار خط ہی ہو سکتا ہو اور  
خط کے لئے مقدار سطح اور جسم کے لئے مقدار جسم یعنی وہ چیز جس کو کسی بیشی صفات  
معلوم نہ ہو وہ جسم جیسی ہی ہوتی ہوئی وجہ ہو کہ خط کو سطح سے نہیں آپ سکتے اور اگر آپ  
بھی لیستے ہیں تو اوسکی ایک بندھو جواز قسم خط ہو ہوتا ہو علیے نہ القياس الکر جسم کو  
سطح پر خط سے ناپیں تو اوسکو بھی ایسا ہی جھوٹہ حال زمانہ ایکہ استہاد حرکت ارادہ  
خداوندی ہو اگر اندر پیشہ تطویل نہ ہوتا تو اشارہ اسے اس کی دو اکٹھان کر دکھلانا پڑے

پیارے بھوئی دکر استظراء میں بعد از ضرورت ہی زیبائیا ہو تو سہرا اہل فہم ہو پہنچا مدد  
کہ فقط اشارہ ہی انکو کافی ہو مگر در صورتیکہ زمانہ کو حرکت کہا جادی تو اسکے لئے  
کوئی مقصود بھی ہو گا جسکے آئندے پر حرکت نہیں اسے جا ہو سو حرکت مسلمہ نبوت کے لئے  
غرض و امت محمدی صلیم نہیں ہے اور یہ لفظ اس سماق نہیں اور اس ساق مکانی کے لئے  
ایسا ہو جو کوئی لفظ راس زنا ویہ ناکہ اشارہ شناسان حقیقت کو پچھے معلوم ہو کہ آپ کی نبوت کو  
دیکھاں فرمیں فرمان کو شایل ہے رہا پھر یہ کہ زمانہ تو بعد نہیں نبوت ہی باقی مدد  
حقیقت زمانہ حرکت مذکورہ ہو تو لازم آتا ہے کہ مقصود تک ابھی نہیں پہنچی اور رسول اللہ  
انضل البشر نہیں کیونکہ مقصود و مطلوب نہیں ہو مٹھیا اور حرکت مذکورہ ہو گا اور ہی انضل ہو گا  
سو یہ پیشہ بہہ قابل اسکے نہیں کہ اہل نعم کو سوجہ ترد ہو مگر با اینہہ دفعہ حلجان کے لئے  
سر و فض ہو کہ ہر حادث زمانی کے لئے ایک عمر ہی کہ جسکی وجہ سے محققان ہموڑی کرامہ حادث  
میں قائل تجدید امثال ہوئی کیونکہ زمانہ ایک حرکت ہی خاص ہے اسکا تجدید وغیرہ قاتر الذات ہوتا  
ہے کیونکہ مسکونی میں مسافت متفاوت متفاوت ہوئی اور حرکات متعدد ہے جملہ حرکت مسلمہ  
نبوت بھی تھی سو یہ وجہ حصول مقصود و غرض و امت محمدی صلیم وہ حرکت بدل السکونی  
البیتہ اور حرکتیں اپنی باقی ہیں اور زمانہ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک یہہ بھی وجہ ہے  
غرض پاٹھیا زمانہ اگر شرف ہو تو مستقبل میں ہو کر دہ طرف مقصود ہوئے یہ کہ زمانہ  
مستقبل فی حد ذاتہ اشرف ہو اور پاٹھیا رہکان جانب فو قافی تاکہ فو قیمت مداری الات  
کریں باقی یہہ فرق کہ بنی آدم کا فوجی ہوتے ہیں اور بلا کہ کافر نہیں ہوتے یا بلا کہ  
قعداً و میں زیادہ ہیں اور بنی آدم کم سوارسکا جواہر یہہ ہو کہ فرق اطلاق مماثلت میں  
تماری نہیں یہہ جو راقم سلوستے عرض کیا تھا کہ وہ تباہیں جو مقصداً و اخلاف میں

ارض و سما اور لواز ممہت ارض و سما یا مناسبات نیست ارض و سما میں ہر ہو ملحوظ کر کے پھر  
 تماشی دیکھنا چاہیجے سو جسی عظمت سما دا اور صفات ارضیں شخصات و تعبیات ارض و سما میں  
 داخل ہے اور یہ اخلاق اس اخلاق مفہوم ہی میں اگیا اپسی ہی بوجہ مناسبت خلاف  
 مقادیر سکان بھی ضرور ہی بلکہ اس صورت میں اگر یہاں کے سکان کو دنکے سکان کے ساتھ ہی  
 نہیں ہو جیا بلکہ مقدار کو دنکی مقدار کے ساتھ ہر زمان میں کو اپنے مقابلہ کے ساتھ  
 تو عجیب نہیں اور اس صورت میں ممکن ہو کہ ساتھیں زمین میں بالشتہ ہوں اور وہ زمین اسی میں  
 سو اپسی چھوٹی ہو جسی ساتھیں آسمان سوئے آسمان چھوٹا ہو اور اگر سموا سب پر اپنے زمین  
 بھی سب پر اپنے زمین رکھ فرق اسلام و کفر پیار اس فرق کی اختلاف لواز م ذاتی اور اختلاف  
 مناسبات ذاتی پر ہو پر علم مناسبت نہیں درجہ کا حلم غاصف ہر علم کا مل نہیں تو خدا  
 پی کو ہی سوا اوسکی انیجاد اور صد لقین کو جو حکماء بھی آدم اور مصطفیٰ و محن پونت الکری  
 قدر اور سبے تحریک اکثریت اپنے میں کچھ ہو تو ہو دیکھنے موافق آیۃِ عطیٰ کل شیخی خلقت کے اور نیز  
 بیتفضا کر کم حکم دحدل فتحیم حب کا ہونا خدا کی ذات پاک میں مثل توحید لقینی ہر ہم ضرور ہی  
 کہ گیوں کو اسکو مناسب برک و بار اور جو کو اسیں کو مناسب انکو کو اسکو مناسب اور ہر  
 کو اسکے مناسب روح انسانی کو اسکے مناسب بدن اور روح حماری کو اسکو مناسب  
 لیکن قابل مثالہ عطیات ہر نوع ایسا کوئی طاقت سمجھنے نہیں آتا کہ یہہ بلا و سر کہ گیوں کے ایسے  
 شاخ در گرک و بار ہونگے اور جو سب کے ایسے اور انسان کا ایسا بدن ہو گا اور حمار کا ایسا  
 غرض مناسب و مناسبت لقینی پر وجہ مناسبت و مناسب معلوم نہیں علم لقین میں لقین  
 جب بتو کہ ہم انہ ہونکو وہ دپہ دیکھت عثیات ہو جس کو یہہ فرق ایسا ناپاک ہو جا جس کو یہہ نہ  
 بعد یہی ہو جانے کے یہہ بات معلوم ہو جاتی ہی کر لال رزانی پر سبز گوٹ اور سبز رنای پر لال

کوٹ بھتی ہو جو اسکے اور کوٹ زیبا نہ ہو گی بالجملہ جس حیر کو خدا نے کسی چیز کے ساتھ جوڑ دیا ہو  
 یا مقابل میں رکھا خالی کسی تابع سے نہیں جب بصرات معلوم ہو گئی تو اسکے سوکھ نہ شدید نہ بست  
 نہ بست جب ہی معلوم ہو سکتی ہو جب دو چیزوں کا پہلے تابع جدا معلوم ہو اور دو چیزوں کا  
 جدا مشلاً دو کو چار کے ساتھ دو نہ بست ہو جو بزار کو دو بزار کے ساتھ خالہ ہو گئی کہ اپنے شاید  
 نہ بست کا لیقین لطور ہمین لیقین باحق ایقین جب ہی متضور ہو کے دو اور چار کا تابع بھی معلوم  
 اور بزار دو بزار کا تابع بھی معلوم ہو الخرض شدید نہ بست ہو وحدت نہ بست کج تفتقہ ہو جو درم بیشید کو علم فوجہ دکوں  
 کو اور ظاہر ہو کر دو ممالک جو لفظ مسلمان ہیں اس مسئلہ والار ہمین تفہوم ہی شدید نہ بست ہو  
 جسکو شدید مرکب لکھی شدید مفرد مفرد نہیں ورنہ زین کوہ سماں سو کیا مناسبت اور کیا مشائیں  
 اور اگر ہو بھی کوئی مناسبت اور ظاہر ہو کہ کوئی نہیں تو ہمین کیا آیۃ اللہ الباری فلوق سمع مسلمانوں  
 و میں الازم مسئلہ ہوں میں بالیقین شدید نہ بست ہو کہ کم سو کم اگر نفس عدد دین ممالک جو گئی تھے  
 پسکے معنی ہو گئے کہ اس مجموعہ کے اجراء کو باعتبار کم منفصل اس مجموعہ سو و نہ بست ہو جو اس  
 مجموعہ کے اجراء کو اس مجموعہ کے اجراء سو اور ایں فہر جانتی ہیں کہ بھرنا دیل نہیں کہ دیہنگا  
 دیہنگی شدید مفرد کو مرکب بنالیتا ہے بلکہ یون کہ کہ بتاویل مفرد بنالیتے ہیں جسکی وجہ  
 ہو کہ جملہ بتاویل مفرد ہو سکتا ہو پر مفرد میں بتاویل جملہ ممکن نہیں سو کیوں نہیں وجہ اسکی یہی  
 ہو کہ کثیر حقیقی کو تو برسیلہ نہیت اجتماعی واحد بناسکتی ہیں پر واحد حقیقی کو کسی طرح کثیر حقیقی  
 نہیں بناسکتے سو یہاں دیکھو لمحہ کہ کیا ہو واحد حقیقی ہو یا کثیر حقیقی نہ عدد دین و حدت ہو  
 نہ عدد دین اور یا عتیار نہیت اجتماعی وحدت ہو بھی تو وہ مقصود بالذات بالارادۃ  
 نہیں البته عنوان شدید اور عنوان نشہ کہ ہو وہ اول تو میں الازم مسئلہ مسلمان لمشترکہ سمع  
 اُرخیں فراز کے جسمیں لفظ کم ہو جائی معنی اضم ہو جاتے کیا یہ سو بہر حال صراحتی زیادہ دقتا

ہوتی ہے باقی اس لفظ میں کوئی اور خوبی نہیں بے علاغہ فی حد و لبسیح مقصود نہیں جو یون  
 ہی کہتو کہ الکشایہ ایک من الصراعت سوار مثلاً تھے العد و کہتو تو کلام از قبیل المعنی فی لطیف شاعر  
 ہو جانور ذات و صفات کی بحث نہیں کہ الفاظ مستعملہ میں سے سوار اس لفظ کے ادا رعنی  
 مقصود میں کام نہیں بلکہ اگر ذات فی المقادیر ہوتی تو البتہ یہہ محل اس لفظ کے الی بہت  
 عمدہ تھا دوسروں بچہ تشبیہ بست اور حلا و سکے اور سکا بستین اور ماٹلیں جو نہ کو رو جکیں سطر حسی  
 ہرگز برابر است نہ آئیں بالجملہ بچان تشبیہ بست مقصود بالذات ہے اور ظاہر ہے کہ تشبیہ  
 میں مشابہت اور متناسب طفیں علاوہ بست نہ کردہ ہرگز ضرور نہیں یا کہ ممکن ہو کہ فایض  
 کا بون بعید ہو یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی ان شبیوں کو جو مخلوق کے ساتھہ حاصل ہیں ان  
 شبیوں کے ساتھہ تشبیہ دیتا ہے جو مخلوق کو مخلوق کے ساتھہ ہوتی ہے مثلاً فرانسیسی سوار خاوند  
 ہرگز لکھ مسلماً من الف کم بل لکھتا ہے لکھتا ہے انکوں من شرکا رہ پھر اڑ فنا کو فاسد فیہ سوار خاوند  
 خصیش کم اسکے عین الدلیل اور استحواۃ والا اخر قص مثلاً نوریہ کی کشاور ہے  
 مرضیح المرضیح فی رجایہ الرزیح کا نہ کوک و دری لو قدر من سجر و سپار کیم ریوت  
 لاشتر قدر دلاغریت پر کا ذریعہ ایضی دکو کم سفر نازد نور علی نور علی تہ القياس اور  
 بہت جا تشبیہ بست مراد ہے تشبیہ ضرور نہیں اور اسصورتیں ہرگز بچہ طریح کا تجزیہ نہیں  
 طریح کی تاویل یا کہ جیسے دورو یون کو خار و پیون کے ساتھہ دہ بست ہے جو دیوار و نکو  
 خار پھاڑو سنکے ساتھہ یا ہزار جو تو نکو دہزار جو تو سنکے ساتھہ یا لو کارشم کے سلسکو  
 اپنی مقابلے کے سلسے کے ساتھہ یا مجده درات اعداد مرتبہ من الواحد الی غیر النہایہ  
 اعداد مرتبہ کے ساتھہ اور اس تشبیہ میں باوجزو یکہ طرفین شبیہ میں کہمہ منابت  
 ہی نہیں ہرگز کچھ مجاز نہیں بلکہ تشبیہ اپنی صفت حقیقی پر ہے اسی ہی طرح ایہ اللہ عزیز

میں خیال فرمائیو اس صورت میں پوچھنا ہو کہ ترکیبات رو حنفی اور جسمانی بھی آدم اور  
جنوں مات ارضی و غیرہ کو ترکیبات رو حنفی و جسمانی ملائکہ افلک کے ساتھ ہی ہیست  
جو خود میں کو فلک کے ساتھ اور بھی فرق کفر و اسلام نہیں تراکیب مختلفہ سو ہو ہو اہوا  
ہو تو صحیح کی ضرورت ہو تو دیکھو جیسے جسم بھی آدم میں ترکیب عناصر ہو اور اس کے  
کو پوچھ شایدہ در طبیعت پیوست حرارت بروت خواص اور بعض عناصر ایسے دریافت کیا ہو  
کیونکہ عاصہ کا وجود اپنے ملزم اور مخصوص کے وجود پر والات کرنا ہو ایسی ہی بحث میں  
ارجع ہوں سمجھیں آماہو کے ارواح بھی آدم میں بھی چار عناصر سو ترکیب ہی ہو دنہو  
ارجع کیا ہوں ایک تو منصون اسکے انتشار پر ابھت سب میں ہو تو ہو تو وہ منصون ہو اس  
عیسیٰ امنصور نماز اور انفعال بھی قلیل کشی سب میں ہو تو ہو کو استعمال علی ہو الگیں  
غصہ اور سبک حرکتی اور زیستی اور کسل بھی سب میں تنظیماتی ہے علی ہو الگیں منصون  
عیسیٰ والقیاد و نیان و خطا بھی سب میں موجود ہو بھی بارہ چیزوں جو ذکور ہوئے ہیں  
چون چار کو لواشق و باو و آب و خاک کے ساتھ ایک مناسبت ہو اہل فہم خود سمجھ لیں گے  
با اینہم جیسی اختلاف مقادیر عناصر سو فرق حوارت و بروت در طبیعت پیوست افریجہ بھی  
آدم سے اہو ماہو ایسی فرق مقادیر ملزمات خواص ذکورہ سو افرید و حانی میں مذکور  
جیسی ترکیبیں ظاہر ہوئی ہیں جنہیں سو ایک فرائح کفر و اسلام بھی ہی گریا وجود مناسبت  
ذکورہ ہو عناصر جسمانی اور عناصر رو حنفی میں ذکور ہوئی تراکیب رو حنفی میں کفر و اسلام  
حاصل ہوتا ہے پر ترکیب جسمانی میں حاصل نہیں ہوتا سو ایک طرح اگر تسا سب میں الملاکمہ و  
بھی آدم مخاطر ہو اور نہیں فرق کفر و اسلام نہیں ہو دن ان نہیں تو کوئی آسی بھی مصال  
.....

مالا رضن بجمع الوجه ہے اور بھی فرق افرجہ ملائکہ عذاب و ملائکہ جنت و ملائکہ  
 دوسری خ دلائکہ متعینہ نہیں اور واح دلائکہ متعینہ قبض اور واح اس نسبت کی تفہیم کر لئے  
 کافی ہے اور اللہ اعلم حقیقتہ الحال جیسا ان اوقات کی مدافعت سرورا غث پاسی تو مناسب  
 ہے کہ ہر اصل مطلب کی طرف درج ہے بھی ناظران انسانی جس بیہدیات بھی کریں کہ  
 تفسیر متفہیں آیۃ اللہ اندر کی خلوٰت متعینہ شہواتی و معن الارض فرستگار شہیت ہے تفسیر  
 نہیں جو تساوی مقادیر اجراء و ناقصہ لازم اُتھی تو بیہدیات بھی بھیہیں اگر کسی ہوگی کہ  
 اگر بطور تفسیر ہوں کہا جائے کہ فرد اکمل فلک نعمت کو افراد باقیہ فلک مذکور کے ساتھ ہو  
 نہیں ہے فردا کمل فلک ششم کو اور سکر افراد باقیہ کے ساتھ یا فردا کمل نہیں ہے اما  
 یعنی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو فردا کمل نہیں ہے دو مادی طرح تفسیر ہے اور مادی طبقہ ہے  
 خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو فردا کمل نہیں ہے دو مادی طبع خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل  
 مشلاً و نسبت ہے فردا کمل نہیں ہے دو مادی طبع خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل  
 افراد نہیں دو مادی طبع کے ساتھ ہے اور ایک اور ایک اور اراضی باقیہ ہیں بھی ہو تو محیا  
 بھوئی صلحہ جو فہم خدا داد بھی رکھتے ہیں مثالی تو کیا ہو گی برضاد غبیت امنفشوں کو قبول  
 کر لیں گے کیونکہ قطع نظر اشارہ حسن اطمین خداوندی اور دلالت آیۃ اللہ اندر کی خلوٰت متعینہ  
 شہواتی الخ اتصور تھیں عظمت شان بھی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدر ہے اگر جنت زمین کو بطور  
 مذکور پر ترتیب فوق و نکت نہیں کرو پھر عظمت شان محمدی نسبت اُنقدر عظمت کے جو در صحت  
 نسلیم اراضی نہیں گا انہ بطور مذکور لازم اُتھی تھی چہ کتنی کم ہو جائیگی طاہر تر کہ باو شاه  
 نہیں اقلیم کو اگر کوئی نادان فقط اُسی اقلیم کا باو شاه بھی بھیں دو روشن افرود کو  
 تو یوں کہو اوسکی عظمت کے چہ حصہ کہیا و تو فقط ایک ہی پر قناعت کی غرض خاتمہ

ایک امر اضافی ہے کہ مذکون ایہ تحریک نہیں ہو سکتا سو جس قدر اسکے مذکون ایہ مزٹے  
 اور جس قدر خاتمیت کو افزایش ہو گئی جیسی بادشاہی ایک امر اضافی ہے جس کو ہوں اور جس  
 کی افزایش پر اوسکی ترقی اور عظمت ہو تو ہے مگر ان کو مانی دلائل کو نواپوٹکو دیکھ کر دہو کا  
 کامی اور کہو کہ جیسو جعل کے زواب نے لے لیکہ زاب ہیں الیسی ہی آنحضرت صلیم کی خاتمیت  
 اور ابیہار کی محتاج نہیں جعل واسکی ترقی اور افزایش کے لئے بیوی کی تکش کی ضرورت ہو یا کہ  
 کوئی نادان یا کوئی منافق ایسی باقتوں کی تسلیم میں مشاہد ہو تو ہو اہل فہرست اور اہل محبت کو  
 تو مشاہد ہیں ہو سکتا ہاں بوجہ عدم ثبوت قطعی کیجئے تکلیف عقیدہ دیکھو ہیں کیونکہ  
 بوجہ انکار کا فرکہ سکتے ہیں کیونکہ اس کے مقابلہ میں حق میں فسید میں نہیں ہو سکتی احتمال خطا  
 باقی مشاہد ایسے تصریح کا قطعی ثبوت ہوں تو پھر تکلیف نہ کو را اور تکفیر مسلطو دلو بجا سو یہاں  
 ایسی تصریحات درجہ قطعیت کو نہیں پوچھی یعنی کلام اللہ میں ایسی تصریح ہے کہ کسی حدیث  
 متوالی میں البتہ خضرت عبد اللہ بن عباس نے ایک اثر منتقل ہی جو درجہ قواری کا نہیں  
 پوچھا گا اوسکے مضمون پر اجماع یقینی ہو السلف تکلیف اغتفا دا اور تکفیر مبتکران تو متاب  
 نہیں پر ایسی اثار کا انکار خصوصاً جبکہ اشارات کلام رب انبیاء اوسی طرف ہو خالی ابتداء  
 سے نہیں ایسی باقتوں کا منکر پورا اہل سنت دجالع تو نہیں کیونکہ انہوں حدیث نے شکی  
 تصحیح کی ہے اور جسٹا اسکو مٹا د کہا ہے جیسے امام یہی تو اونہوں نے صحیح کہو شاذ کہا ہے اور  
 اس طرح سو شاذ کہنا مطاعت ہے حدیث یعنی نہیں سمجھا جانا کما قال السید الشرفی فی رسالت  
 فی اصول الحدیث قال الشافعی الشاذ مازدا و الشفیعه مخالفا لامر و اہل الناس قال ابن  
 الصلاح فیه تفصیل الشاذ مفرد و اصطحاط منه و اصطیاف شاذ مزدود و لدن لکم شذیعه و لدن  
 عدل و معاشر و فضیل و مقدم و مقدم

ایں سو حکایات تاہر ہے کہ شاذ کے دو معنی ہیں ایک تو بھی کہ روایت اللہ مخالف روایت  
 ثقہت ہو دوسرا بھی کہ انسکارا وہی فقط ایک ہی فقہ موسو باہمی عقی اخیر بحث اقسام صحیح  
 ہے نہ قید صحیح خانجہ شیخ عبد الحق دہلوی فرماتے ہیں قال الشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی  
 فی رسالتہ اصول الحدیث المتن طبعہ مولانا محمد علی فی اول المشکوٰۃ المطبوعۃ بعض  
 الناس لفڑوں الشاذ بعزم الرادی من غیر اعتبار مخالفۃ الثقات کما سبق دیکھو لو  
 صحیح شاذ و صحیح غیر شاذ فاٹذ و دینہ المعنی الصفا لا یہا فی الصفا کا المغراۃ والذی یکہ کہ  
 فی مقام الطعن مخالفۃ الثقات انتہی بیہ عبارت بعضیہ درہی کہتی ہے جو ہمیں نے عرض کیا  
 سو لفڑ شاذ سی کوئی صاحب وہ ہو کائیں ہیں اور یہہ صحیح کہ اثر نہ کو شاذ وہ ہوا تو  
 صحیح کو نکر ہو سکتا ہو وہ شذ و فوج تاریخ صحیح ہی بمعنی مخالفۃ الثقات ہو خانجہ سید سر  
 ہی رسالتہ مذکور ہیں تعریف صحیح ہیں کیہہ فرماتے ہیں ہم تو اصل شذ و فوج العدل لفڑ  
 عن مشذ و کلم عن شذ و فوج عدلہ و نہی بالعقل ملکم کیں مقطوعاً باہمی و جو کان و  
 بالعدل من لم یکن مستور کالعدالت ولا مجرود حادیاً بالضابط من یکوں حافظاً مستيقظاً و  
 پاشذ و فوج ما یکرہ الشفہ مخالفۃ الیا کر وہ الناس و بالعلة ما فیہ اسیا بخوبی تعارف  
 فاؤ حکیم آس تقریس کو اہل علم پر و شن ہو گیا ہو کہ شذ و دینہ مخالفۃ الثقات فراو  
 نہیں کیونکہ شذ و دینہ مخالفۃ الثقات صحیح کے لئے مضاد ہی جو حدیث باہمی شاذ  
 کو وہ صحیح نہیں ہو سکتی باہمی مخالفۃ و عدم مخالفۃ کا عقدہ بھی تقریز کر شد  
 کہل کیا اگر اثر حضرت عبد الرحمن عباس مخالف تھا تو جملہ خاتم النبیین کے مخالف  
 تھا یا اُن احادیث کے معارض تھا جو مبین و مفسر معنی خاتم النبیین ہیں سو بعد  
 سلطان العہ تقریز کر شد اہل فہم کو تو ارشاد اللہ پر بھی ترد و نزدیک کہ اثر نہ کو رہو یہ د

۳۲

بیشتر صفتی خاتم النبین ہو، مختلف بلکہ افراد کا غلط سونا البتہ بہت خاتمت  
میں بہت قادح ہے اور کیوں نہ در صورت انکار اثر معلوم خاتمت کے تاثر میں  
میں سے کوئی ایک سی حصہ باقی رہ جاتا ہے اس عورت میں مجتبیؑ کو کچھ تو قع ہے کہ  
جیسا اس اثر کا انکار کرنے تھا اب اتنا ہی اقرار کرنے بلکہ اس سے بھی برپا انکار میں تو  
کذب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا کہ بھی تھا اقرار میں تو کچھ نہیں کہہ سکتے  
زینوں کی وجہ پر لکھ دلائکھ اور پر نجیب طرح اور زینوں کی تسلیم کر لیں تو میں نہ  
کشف نہیں کر انکار سوزیا وہ اس اثر میں کچھ وقت نہ ہوگی کہ کسی آپ کا تعارض نہیں  
حدیث سے معارضہ رہا اثر معلوم اس میں سات سوزیا وہ کی فقی نہیں سو جو انکار اثر  
نہ کور میں باوجود تفصیل ائمہ حدیث یکھڑ جرات ہے تو اقرار از احتی زائدہ از سبع میں تو  
کوچھ دوسری نہیں علاوہ پرین بر قدر خاتمت زمانی انکار افراد کو میں قدر بخوبی  
میں کچھ افزایش نہیں ظاہر ہے کہ اگر ایک شہر کا باud ہو اور اسکا ایک شخص حاکم ہو تو  
میں افضل تو بعد اسکو کہ اس شہر کی پرروود سر ایسا ہی شہر کا باud کیا جاوے ہے اور اسکو حاکم کی  
بھی ایسا ہی ایک حاکم ہو یا اس بین افضل تو اس شہر کی آبادی اور اسکو حاکم کی  
حکومت یا اد سکے فرد فضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اول کی حکومت یا خاتمت  
میں کچھ کمی نہ آ جائیگی اور اگر در صورت تسلیم در جمہ زینوں کے دامنے آدم و نوح  
و غیرہم عالم ہماں نے آدم و نوح عالم و غیرہم سوزیا مانند ہائی میں ہوں  
تو باوجود معاشرت کلی بھی آئی خاتمت زمانی سے انکار نہ ہو سکتا جو دن  
بھی صلح کے مسادات میں کچھ چوتھی یا پانچیں انکار نہ ہو سکتا جو دن  
بوجصف بہت لمحہ جیسا اس صحابان نے عرض کیا ہے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور سیکو افراد مقصود و باحکم میں سے حاصل ہوئی صلح میں اپنے سو بلدر اسورب میں  
فقط ان بیار کی افراد خارجی ہی پر اپ کی افضلیت ثابت نہوگی افراد مقدور پر بھی آپ کی  
افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلح ممکن گئی تو یہ امور قرآن  
بھی خاتمہ محمدی میں پچھہ فرقہ ایکا چہ جا پکھ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں فرقہ  
لیجھو اسی زمین میں کوئی اور بھی تحریک کیا جائی با بخلاف ثبوت اثر مذکور دو ماہیت خاتمہ  
ہو معارض مخالف خاتم الشیعین نہیں جو یون کہا جائے کہ یہم اثر شاد بمعنی مخالف  
روایت لفاقت ہموار اس سوچ بھی واضح ہو گیا ہو کہ حسب فروع منکران اثر اس اثر  
میں کوئی علت خاصہ بھی نہیں جو اسی را سو اثکار صحت کی وجہ کیوں نہ اول تو امام ہبھی نہ  
کہا اس اثر کی علت صحیح کہنا بھی اب اس کی دلیل ہو کہ آسمان کوئی علت خاصہ خپیڈ قادح  
کے لصحت نہیں دوسری شد و ذہبا تو یہی تھا کہ مخالف جملہ خاتم الشیعین ہو اور تھی تھی  
ہی اسی اگر اور کوئی تیہ حدیث ایسی ہوتی جس کو سات سو کم زیادہ زمینوں کا ہوتا یا ان بیساکا  
کم دیش تباہ نہ نہ اثابت ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ وجہ شد و ذیہ ہو گرا جنک نہ کسی نے ایسی  
آیہ و حدیث سُنی نہ دعیوں نے پیش کی علی بذر القیام مضمون قلت قادح کو خیال  
فرمائی جنک سوار مخالفت مضمون نہ کو کسی نے کوئی ذیہ قادح فی الاثر المذکور پیش  
نہیں کی اور فقط احتمال نہ دلیل سبابیں کافی نہیں درج بخاری و مسلم کی حدیثیں یہی اس  
حساب سو شاد و محلل ہو جائیں کی آدنیز بھی بھی واضح ہو گیا ہو کہ پہلے دلیل کے یہ اثر اسراپیلیات  
ماخذ ہو یا ان بیار اراضی مالکت مسلمان اور حکام حرا وہیں ہرگز قابل التعادت نہیں وہ جو کی  
یکھ ہو کہ باعث تاویلات نہ کورہ فقط بھی مخالفت خاتمہ تھی جب مخالفت ہی نہیں تو  
ایسی تاویلیں کہوں کچھ جگہ مول معنی طابقی سو کچھ علاقہ ہی نہیں باقی ہی بات

بڑوں کی ناویں کو نہ اس تو انکی تحریر نہ عذ بائیں لازم آیا کی بھی اپنیں لوگوں کے جیاں میں اسکی  
 ہی جو ٹب و نگی بات فقط از راہ نے ادبی نہیں مان کرئے ایسے لوگ اگر ایسا سمجھیں تو سچا  
 الہر لفیض علی لفیض اپنا بھروسہ تیرہ نہیں لفستان شان اور خیر مہرا در خطا رویں میان اور خیر  
 اک بوجہ کم التقاضی بڑوں کا فہم کسی مضمون مکنہ دو شجاع دا نگی شان میں کی لفستان اگلیا  
 اور سی طفیں نادان نے کوئی ٹہکانی فی کی بات کہدی تو کیا اتنی بات سودہ عظیم الشان ہے  
 کہ کافہ باشد کہ کوئی نادان پہ بغلط برید ف زندگی ہاں بعدہ صورت حی اگر قضا  
 اس وجہ سکی کہ بھی بات میں نے کہی اور وہ اگلی کہہ کوئی تحریر میں نہیں اور وہ پڑاںی بات کا  
 جائیں تو قطعہ نظر اسکو کہ قانون محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بات بھتتے لفہد جو کوئی  
 اپنی عقول و فہم کی خوبی پر کو اسی دینی ہی پر پڑتا ایسے یہ اثر اگر جلد نظارہ ہو تو فہرگ کی نافی  
 فرموم ہوا سلسلہ کو صحابی کا بطور جرم اُن امور کا بیان کرنا جیسیں عقول کو دخل آؤں اُن امور  
 کے نزدیک مرقوم ہوتا ہو وہ اسکی بھی ہو کہ صحابہ کی سب عددی اور ہر حدودی  
 بھی اول درجہ کے نقوی میں اسی کو کہ ایسی کو انکی بیس نہیں ہو سکتی پر کہ اسکے  
 ہو سکتا ہو کہ علاج ہو ٹکرائیں اور وہ بھی دین کے مقدار میں اُن بطور احتمال ہے  
 اس نتیجے میں ہو اکتا ہو ایسی باتوں میں جیسیں عقول کو دخلت ہو و غل ہے جیسا افسوس  
 ہو بلکہ واقع اور افسوس کیا تمام اکا بس کو بھی بات منقول ہو گر اثر مذکور کا بطور جرم ہوا  
 اور مضمون ذکر کا محتیا بات میں ہو نہیں ناظرہ ہے باہر کی سوچ اور مذکور مرقوم ہوا  
 اور سند اوسکی صحیح آئی ذکر اوسکی موجہ محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اسکی طرف تاکہ  
 حسن انتظام ہو مرقوم ہیں شہر ہو اور پر شاہد عظمت قدرت اور پر والی پیشی اخبار کی  
 جامی تو بجز ایک کی کہا جائی کہ امثالِ انصار دخراج والی غریل ایسی باتیں

تاو میں کہیں اور احادیث مصروف مضمایں نہ کوڑہ کو تسلیم کیا بلکہ لذیب سوچتیں اور سوچ جس کی آیات نہ کوڑہ کی تاو میں اور احادیث نہ کوڑہ کی تکنی میون کے باعث اہل حق  
نے انکو دائرہ اہل سنت و جماعت خارج سمجھا ایسی ہی منکرا شر نہ کوڑ کو بھی سمجھنا چاہئے  
آن اتفاق ہے کہ احادیث روایت و غیرہ اثر نہ کو رسی صحت میں قوی تھیں اور آیات نہ کوڑہ  
دلالت نہ کوڑہ آیہ اللہ الڈھی خلق سمع سمعانات سو جو اطلاق مانگت پر دلالت کرتی ہے  
زیادہ اسلوب و بڑھو یہ عقی میونگو یکجہہ چھوٹے مگر بڑھے پادا یا دنسی ہونا و دلوں کا معلوم  
خاصکر جب یہم دیکھا جائے کہ اگر آیات روایت کی دلالت آیہ اللہ الڈھی کی دلالت سے  
زیادہ واضح اور احادیث روایت و غیرہ کی صحت اثر نہ کوڑ کی صحت سوزی زیادہ قوی تھی کیا  
جس کو یکجہہ فرق اس طرف سی ہے فراہم خیالات عقلی میں قصہ اول ٹھہر لعنی روایت وغیرہ کے  
تلیم کرنے سے ناظماً پر فوی قوی دلائل مانع ہیں اور ہزار میں میں ادم نوح وغیرہ  
علیکم السلام کے تسلیم کرنے سے کوئی دلیل مانع نہیں باقی خیالات اہل سنت اگر فدا  
تصدیق حصل اراضی مفت کانہ ہے جو جایکہ د جود انبیاء نہ کوڑین تو اول توسیبات میں  
تھیں اثر نہ کوڑ ہی نہیں بلکہ آیہ نہ کوڑہ کیا بھیں قریب نظر کے ہے دوسری دو چھد جو بردا  
اب پھر رہ و حالہ مشکوہ بلطفہ اوپر منتقل ہو ہکی اوسکی معاضدہ اور خیالات اہل سنت  
ظہی خود اہل سنت اوسکے طبق ہونے کے قابل اور اونکی دلائل کا انی ہونا ناظماً پر سو اگر  
کسی دسمی کو بھر دیسیم دیگریز کھی ہو کہ صورتیں افلاک باہم متصل نہیں گے مرکز زمین مرکز  
عالیم پر منتبلق خرچا ٹواں کو اتنا کہدا ہے چاہیکہ خیالات جو ہزار طرسے کو صحیح ہو سکتی ہیں میں  
اجمالات پر جو نہ کوڑ ہو موقوف نہیں مغارض قول تجھر صادق نہیں ہو سکتے اگر اطمینان

مختصر ہو تو دیکھو بھجو بطلہ بوسی کیا کہنے میں اور فیض غور سی کیا کیونا نی کیا بکتے ہیں اور انگریز  
کیا پایا تھا جب ملکوں و خروج و خسوف و کسوف و صیف و کشتا و غیرہ سب برا صحیح  
جب باہم اہل بستی ہی میں بھی اختلاف ہو اور مقصود برابر حاصل تو پہران خیالات کے  
بھروسے کیا کارا قوال مجرم صادق کرنا نہایت نازیما ہو اہل بستی مجسمہ جو شہر و قرد غیرہ کے  
متحرک مانشو ہیں اور زمین کو سنا کون اخراج پڑو رت تصحیح حساب حرکات اکثر افلک میں خارج  
المرکز نہیں ہیں اور جو بر عکس کہتے ہیں وہ زمین کے درار کو بیضوی کہتے ہیں مسوگ کہتے ہیں  
شارع مجرم صادق نہیں کو خارج المرکز کہلایا تو کیا گناہ ہو بلکہ سطح خارج المرکز نہیں  
اور سطح خروج مرکز مان لیجئو تو بعد ضم بعض مقدمات جب بھی تصحیح حساب مذکور مکن ہو  
اتفاً فرق ہو کہ کسی نے یون ہی اٹھل کے تیربارہ کیتھی دیکھنے والوں کی زبانی کیا مجرم  
یکھ بات دور جا پڑی اثر مذکور کے لفاظا سکے قریب قریب ہیں فی کل ارض آہ کام و حکم  
و نوح کنو حکم و اپڑا ہیں کام و حکم و عسکر کیں میں لکھم دنی کیں بیکر جہنم اخیر  
سو صاف روشن ہو کہ شبیہ فی شبیہ مرا و نہیں شبیہ فی المرتبہ مرا و ہو سو ادم کا دمکم الحج  
نام لیکر شبیہ دینی ایسی ہو جیسے عزلی میں کہا کر کے ہیں لکھل فرعون موسیٰ یا اردو میں  
کہتے ہیں فلا نے کا باہ اادم ہی نرالا ہو غرض جیسے یہاں نام مذکور ہو اور غرض مرتبہ  
مقام سیکھ ہو جیسی ہی اثر مذکور میں بھی خیال فرمائی کہ شبیہ فی المرتبہ یعنی فی اس  
مرا و ہو فقط شبیہ فی شبیہ مرا و نہیں ہاں کمال مکاٹیت ہے اگر مقتضی ہو کہ دنی ہی  
ہی نام ہوں اور شاید یہی وجہ ہو کہ نام کو ذکر کیا غرض حملہ اخیرہ میں شبیہ فی لہیتو  
ویکہ اور پہلے جلو نہیں کہمار کا ذکر کر کے شاید اس جانب اشارہ کیا ہو کہ جیسے مقام آتا  
افراد اراضی سائلہ مقامات افراد اراضی ہائیہ ہیں ایسی ہی توانق فی الاسم بھی ہے

والسر اعلم و علمہ انہم دا حکم بعد اس تفصیل کے بطور خلاصہ لفڑی و فذ الکم دلائل صحیح عراق  
 ہے کہ ہر زمین میں اُس زمین کے انبیاء کا خاتم ہو پر ہماری رسول مقبول صلحہم ان  
 سے کے خاتم آپ کو اونکے ساتھہ دو نسبت ہو جو بادشاہ مفت اقلیم کو بادشاہان  
 اقبالیم خاص ہے ساتھہ نسبت ہوتی ہے جس کو اقلیم کی حکومت اُس اقبالیم کے بادشاہ ہے  
 اختتام اپنی ہو چکی وجہ سے اسکو بادشاہ کہا آخر بادشاہ وہی ہوتا ہے جو بکا  
 حاکم ہوتا ہے ایسی ہی ہر زمین کی حکومت بتوت اُس زمین کے خاتم پر ختم ہو جاتی ہے  
 پر جسیکو اقلیم کا بادشاہ بادشاہ ہو بہر بادشاہ مفت اقلیم کا محکوم ہے  
 ایسی ہی ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے پر ہماری خاتم النبیین کا ایسی جسیکو بادشاہ  
 مفت اقلیم کی حرمت اور عظمت اپنی اوس اقلیم کی رعایت پر حاکم ہونے سے ہے  
 خود مقیم اتنی نہیں سمجھنی باتی حقیقی بادشاہان اقبالیم باقیہ پر حاکم ہونے سے سمجھی جاتی ہے  
 ایسی ہی رسول اللہ صلیم کی حرمت اور عظمت فقط اس زمین کے انبیاء کے خاتم ہونے  
 سے نہیں سمجھی جاتی حقیقی خاتم از ارضی ساقیہ کے خاتم ہونے سے سمجھی جاتی ہو بلکہ عجب  
 آتا ہوا جملہ کے مسلمانوں سے کہ کر شد و سے اور خاتمتوں بلکہ خود زمینوں سے اشکار  
 کرتے ہیں تپر ماشی والوں پر کفر کے فتوح و تیوہیں یعنی ہوتیکا اتهام کرنے ہیں یعنی ہی  
 مثل ہوئی کہ نکشوں نے ناک والوں کو ناکو کہا اس خلاصہ کنوں خاطر  
 منکریں اپھوڑتھیں یعنی ہو گا کہ رسول اللہ صلیم کو اتنا خطیم اثاثاں مت سمجھو کافر ہو جاؤ  
 رسول اللہ صلیم سے اتنی محبت نکر دیکھوئی نہ ہوگی سو اگر یہی کفر و اسلام اور یہی بیعت و  
 ہر تو اسلام کو کفر پر ہر ہر اورست سے بیعت فضل امام شافعی نے اُن لوگوں کے مقابلہ  
 میں جو محبت اپل بیت بوجہ خلود نعم سمجھتے تھے یون فرمایا تھا سورا الحکان رِ فَضْلًا حَتْ

اول حکم فلیشہر الشعلانِ انی رافعی پر میران صاحبون کے مقابلہ میں حضرت رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر از و یاد و قدر سو کہ اُنکے خیال سی سات گنی ہو جاوے کچھ بُرا نہ تھا ہیں کہ مالک بن  
 ابوداؤد قدر کو کافر یا خارج از حدیث اہل سنت سمجھتے ہیں اس شعر کو بدکلہ یون ہے  
 میں سے ان کا نکان کفر احباب قدر محمد فلیشہر الشعلانِ انی کافر پر یہ تو خلاصہ طلب  
 میں سے اس خلاصہ دلائل مکمل ہے کہ دربارہ وصف نبوت فقط ارسی زمین کے انبیاء ہم  
 ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سو سطح مستند و مستحق نہیں ہیں بلکہ مستحق  
 قبر و کو اکب باقیہ بلکہ اور زمینوں کے خاتم النبیین بھی آپ سو سطح مستند و  
 میں مکر رجھہ بات سات زمینوں کے ہونے اور ہر زمین انبیاء کے ہونے پر اور پھر اول  
 انصار کے وصف نبوت میں معروف اور آپ کے وسطہ فی الحروف ہونے پر موقوف  
 ہو جتنا کب کچھ بات ثابت نہ ہو تب تک ثبوت مطلب مستحکم نہیں سو سات زمین کے ہونے  
 پر ایک تواتیر آیۃ اللہ الذی خلق سبع سموات دوسرے حدیث مسطور ہے جبکو من اول  
 لے آخرہ نقل کر چکا ہوں اور بعد ظہور تواتیر آیہ و حدیث اسی اب میں ان تفسیر کا  
 قول جنہوں نے سبع ارضیں سمجھی ہیں اقالیم مرادی ہیں یا مفت طبقات زمین داحد ہجڑ  
 کئے ہیں معتبر نہیں ہو سکتا خاصکراں فرم کے نزدیک کیونکہ آیہ نہ کوہہ بھی نہیں تھی  
 و معتبر حدیث مسطور تعداد و اراضی پر اور وہ بھی بقدر ہفت ایسی صاف دلالت کرنی  
 ہے جسیو اسمانوں کے سات ہونے پر لفظ سبع سموات جیسی سبع سموات کے معنی میں  
 کسی نے یہ نہیں کہا کہ سات گھر ہی میں یا سات برج مسئلہ یا سات بیویوں ایک  
 اسماں کے میں ایسی جی ہیاں کچھ خیال باطل نہ باندھنا چاہئے اور ہر زمین میں انسا  
 ہو نہ کی دلیل ہی قطع نظر اس ثبوت کے جا و پر مرقوم ہوا پرستور مغمون بنی اکبیر

اور ایک حدیث آپ تو بھی اللہ اُنہیٰ خلوب کسی نعمات کے ورنے الارجع چھٹیں بخوبی میں رسول اللہ فرمادی  
 چھٹیں اور حدیث دو اثر حضرت عبدالرسول بن عباس فضی اللہ عنہما جسکی مفت اور پارشارة  
 لکھا دلالت اثر تو ظاہر ہی پر دلالت آئیہ میں للبستہ اتنی تفصیل نہیں سو یہہ کسی برکتا موقوف  
 ہی اکثر آیات اسی طرح اپنے مطالب پر دلالت کرتے ہیں وجہ اسکی بھی ہو کہ ماقول و مکفی خبر  
 محاکث و اہمی یا ماقول و مکفی معاشر و مکمل سو تھام آیات میں یہی ہو کہ الفاظ قلیل اور معانی کثیر  
 لیکن فہم ہو تو جتنا ہو را بیان مطالب کلام اللہ کے الفاظ میں ہو تو ہو تو نہیں اور الفاظ  
 اور معانیات تو درکنار الفاظ حدیث میں بھی نہیں پر تہوار ہی سو الفاظ میں مطالب کثیرہ  
 جو مجمع ہو جائیں اور ایک دوسری سو با اختیار الفاظ جدیدی نہیں ہوتے یعنی ہر ایک مطلب  
 کے لئے جو اصطلاح نہیں ہوتا اسکو ہم سو جا ہونکو بسا اوقات معلوم نہیں ہوتی ہاں پر دلالت  
 شرح صحیح جواہار حادیث صحیح بنوی مسلم میں البستہ پڑھو ہی مطالب تہوار ہی تہوار ہی الفاظ سو  
 سخن اُن سخن غرفہ احادیث بنوی مسلم قرآن کی اول تفسیر ہو اور کیون نہو کلام اللہ کی  
 شان میں خود فرمائتے ہیں وہ ترکیباً علیک اکٹا بہیا مارکھل کشی جب کلام اللہ میں کہی  
 ہوا ہعنی ہر جز ملا جمال نہ کرہو ہی تواب احادیث میں بھر تفسیر قرآنی اور کیا ہو کا اور یہہ بھی ہم  
 ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو پڑھ کر قرآن دان بھی کوئی نہیں ہوا اس حدود میں جو کچھ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی صحیح ہو کا اگر آپ کی طرف کوئی قول منسوب ہوا اور عقل کے لفظ  
 نہ تو کو با اختیار سخنداً فوی نہو ہی سو کرتی ہیں تب بھی اور تفسیر کے جنماؤں سے تو  
 زیادہ بھی کہنا چاہیئو سو کہ اقوال سفیرین کی سند بھی تو اسدر بھی کی کہیں کہیں ملتی ہو  
 پھر وہی فہم کا جذبہ ان اختیارات نہیں ہو سکتا ہو کہ اونسخو خطا ہوئی ہو تو پر ہر جب با اختیار سخن  
 بھی پڑا پڑھو ہی اور ایک آپ کا قول ہو دوسرا کسی دوسرے کا تو بیشک آپ ہی کا قول مقدم

بھا جائیگا اور اگر سند بھی حسب قانون اصول حدیث اچھی ہو تو پہر تو مامل کا کام بھی  
 نہیں سو دیکھئے لفظ سنتنل کے اگر بھی معنی بیان کئے جائیں کہ نزول ادا مرد نواہی دوزد  
 و بھی ہوتا ہوا دراثر نہ کور کو اوسکی شرح کی جائی تو باہی وجہ کہ بالمعنی ور فرع ہے اور  
 با اختصار سند صحیح نے تک رسالہ مسیح کی کتاب پڑھ کر بلکہ یہ نہ قصہ ایسا ہو جائیگا جیسی کسی انہی  
 کی آنکھ نہ پکار کر اس سوچوں پر چین آنفاب کہاں ہجرا درودہ ٹھیک بتائی اور آنفاب کو دیکھ کر  
 اوسکو چھتکا آئی وجہی آنفاب کا اسجا پر ہونا اوسکو بینا ہو جانتے پڑشاہ اور اسکا بینا  
 ہو جانا آنفاب کے دیکھنے پر ایسی ہی آیہ قواثر نہ کور کی مصدق ہجرا دراثر نہ کور ایتہ  
 کی مصدق اپر ملکو ایک نقل یاد آئی لفظ حضرت جنید کے کسی مرید کا زندگی کیا  
 تغیر ہو گیا آپ نے سبب پوچھا تو پردی مکافہ اوسنے یہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ  
 میں دیکھتا ہوں حضرت جنید نے ایک لاکھ یا چھتری ہزار بار کبھی کلمہ ٹپاتا ہتا یوں سمجھ کر  
 کہ بعض روایتوں میں سقدر کلمہ کے ثواب پر وحدہ مخفف ہوا پنچ ہی ہی میں اس مرید  
 کی ماں کو نکھل دیا اور اوسکو اطلاع نکلی مگر نکھل ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان پیش  
 پیش ہجرا آپ نے پرسبب پوچھا اوسنے عرض کیا کہ اب اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں  
 سو آپ نے اپر کیمہ فرمایا کہ اس جوان کے مکافہ کی صحت تو ملکو حدیث معلوم ہے  
 ہوئی اور حدیث کی تصحیح اوسکو مکافہ ہے تو گئی اسی ایمان بھی سمجھی کہ ایتہ مذکور تفسیر  
 مشاہد ایتہ قواثر نہ کور کی موجہ اور اس نہ کور کو تفسیر نہ کور کے موافق بالجملہ قومی احتمال ایتہ  
 میں نزول ہجی ہوتا ہو پر مبنی کی ضمیر یا تو فقط ارض صح مثلمین کی طرف راجع ہو گی اور  
 بوجہ قرب بھاطرف زیادہ وہیان جاتا ہو یا سموات اور ارض صح مثلمین بیکی طرف  
 بہر حال مطلب بھی ہو گا سوزول اور مبنی اس موات توحیدی سو جبکی طرف ہم اشارہ

کر کے ہیں معلوم ہو چکا اور یہاں ایس اثر سے معلوم ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس نزول  
 امر کو فتوت لازم ہو غایہ مانی الباب ملائکہ کو خصیطہ اس جنی نکھو پر فتوت بعضی نزول اور ظاہر  
 ثابت ہے اور یہ بات پہلے ثابت ہو چکی کہ یہ مذکور ہے اور زمینیں و پر تلو  
 اسکو تلقی واقع ہیں اور نزول اور سر کسی جزیکے جانب کو کہتے ہیں اس صورت میں نزول اور دہر کو  
 اور ہر کو ہو گانا کہ مضمون ہبھیں متحقق ہو کیونکہ اگر نزول الحکام الہی اراضی باقیہ ہیں بوساطہ  
 حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہوا کہ مأمور صورتیکہ من جمع ضمیر جمع مذکور ہیں اور انہی  
 بھی داخل ہوں تو یون فقرتیے بلکہ پتنزل الامر فہیں یا علیہن فرماتے والحمد لله عالم باقی اسکی  
 تصحیح ہیں میوادہ ناویں جب گڑھیجے جو معنی بتا در کے لئے ہیں پہنچ دقت ہو بلکہ الصفات  
 دیکھو تو معنی حقیقی یہی ہیں کہ اور سر کو نزول سمجھا جائے اور وحی مذکور بوساطہ محمد رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نسخے کے انبیا کو سلطہ ہوئے چھپو حکام کے حکام ملازمان بالادست  
 کے دام سے ملازمان ما شحت کو پوچھتے ہیں اور وہ مضمون علمت علم الادیین والا خری  
 نسبت انبیاء رہماحت سلطہ حسرو ہو کہ اول آپ کو وحی آئی اور پھر ملائکہ کیوں سے اسکو پوچھی  
 اور یہ کہ نہیں تو نہیں مجرد حصول یہی کافی ہی یوں ہو یا جسیکو علوم انبیاء رزیں تھے  
 حاصل ہوئی باقی رہا آپ کا دعوی فتوت میں دام سلطہ قیصر و حضرة صرف بالذات ہونا اور  
 انبیاء رہماحت علیہم السلام کا آپ کے فیض کا معروض اور صرف بالعرض ہونا وہ تحقیق معنی  
 خاتمت پر موقوف ہو جسکی شرح و تبیین کا یہی اور کر حکما ہوں آپ یہ کہ کذارش ہو کہ مضمون  
 سابقہ کو فرادی اگر دیکھو تو عجیب نہیں کہ بعضی جنی لامتی تسلیم میں کچھ حلیہ و بحث کرنے  
 اور بعضی نامعمول معمولی بابین خیال کہ اکثر اسے لالات مذکورہ اتنی ہیں ہو گیا اعتبار تکرار کی  
 ہیش کی میں پراہل فلطانت و فراست اور اہل حدس نہیں تو یون ایسہ ہے کہ جبکہ جبکہ خلاف مسئلہ

کو دیکھ کر بعد طاہر نے فرب و بعد باہمی و لحاظ کروت اور فرم سماں بھجو کہ نور قمر نہ آئتا ہے  
 مستحب ہوں اسی ہی بعد لحاظ مصائب سطور و فرق مراث اپنیا کو دیکھ کر کہ کمالات  
 سابق اور اپنیا راست کلات محمدی ستر صلی اللہ علیہ وسلم استفادہ ہون اور جسمی خلاف لذکار  
 وغیرہ تہذیب دلالت مطلوب معلوم میں کافی نہیں اب طرح مصائب مذکورہ فرادی فزادی کو کسی  
 بد فہم کو کافی معلوم ہوں پرسب مکاریں مضمون معلوم پڑتی تو دلالت ضرور کرنی ہیں خلاف کلا  
 قر وغیرہ استفادہ مذکور پر یاد کر جسیو بہت عوارض عامہ ہو ملکرا ایک خاصہ مطلق سدا ہو جائے  
 گی اور خاصہ بجا آجھے چھرستہ مقص ایسا نوجہی کے دیکھنے سے ظاہر ہوں اسی ہی دلائل مذکورہ کو  
 دیکھنے کی نظر نہیں رہتا ہے عامہ بھی ہوں تو سب ملکر مطلوب مذکور کے مساوی ہی ہو جائیں  
 ملکر بھر بات بطور تنزل و خرم و حستیا ط معرفہ فرض تھی ورنہ نظر غایر اور فکر صائب اور طبع سلیم اور  
 ذہن سنتیم اور عقل و فقاد اور قلب ذکری تو سب امور مذکورہ پنجاب خواص ختم نبوت مطلق ہیں  
 قریب و کثرت مثلا غل و تھاڈا ر سائل نہوتا تو ارشاد اللہ اس دعویی کے شہرت اجاتی کو  
 منفصل کہتا ہو جسیو دیوب کو دیکھ کر آفتاب کے مطلع میں اور دہوان دیکھ کر آگ کے  
 دیوب دین اور خوشبو سوچ کر غطر کے ہونے میں اور دیکھی آواز سکرا سکے یا مطلق ای  
 کے ہونے میں شامل نہیں رہتا اسی ہی امور مذکورہ سے ختم نبوت مطلقہ پہنچ لال قابل تامل ہے  
 اور یہیں کسی معلوم ہو گیا ہو گا کہ تمام کہنے دلالات انی محل شامل نہیں ہوتے ورنہ خدا کی خدائی  
 جو عالم کو دیکھ کر معلوم ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت جو اعجاز وغیرہ ثابت  
 ہوتی ہے یا کسی ذکاروت کے دیکھی عبادت کسی کی سخاوت کے دیکھنے کی شجاعت کی کا جسون جو آنے  
 معلوم کسی معلوم ہوتے ہیں سب محل شامل ہو جائیں بجز اسکو کیا کہا جائیگا کہ جسیو بھی امور رہنا  
 تھا خواص ہر لولات ہر رہنا مشا عوارض عامہ مجتمعہ ختم ہو کر خاصہ بن جاتے ہیں جسیو خوارق اور

اخلاق حمیدہ اور دعوت الی الدین سوانحی کسی اور میں نہیں ہوئی ابھی بھی امور مسلطہ  
 اور افق گذشتہ جو در باڑہ اثبات خاتمت بطور نہ کوئی ذکر کئے گئے ہیں تھماں تھماں یا پھر مکمل مسلطہ  
 معلوم کے ساتھ خاص ہیں آپ بچھہ گذارش ہو کہ ہر خند آیۃ اللہ اللہ از ہنی مخلوق سب سعیت ستموات کی کمی  
 نظر کسی اور نہ کہی ہو رجیہ مفسران متاخر نے مفسران متقدم کا خلاف کیا ہوا  
 میں نے بھی ایک بات کہہ دی تو کیا ہو امنی مطابقی آیہ اکاس احتمال پر مطبوع نہیں تو ایسے  
 بخوبی ایک بات کہہ سکتے ہیں کہ موافق حدیث من قرآن برائیہ فقہ کفر بچھہ  
 شخص کا فریب گیا پر بصورت میں یہی کہنا کہ تھما کا فرنہ بنو کا یہہ تکفیر ہے مگر بروں تکہی  
 ہاں اگر انصاف ہو تو اس حدیث کے معنی میں عرض کرتا ہوں مفسوم کلی خراز افرا  
 پر مطبوع آیا ہے ہر فرد اوسکو لئے احتمال صحیح ہو کر تماہی سوا اگر آیات قرآنی میں کوئی امر کلی  
 نہ کوئی ہو تو در باڑہ احتمالات فردی خواہ اونین باہم بست تواروں علی سبیل العبدیت ہو ہے  
 نہروہ آیہ بجملہ سو ان احتمالات میں سو کسی ایک احتمال کو بیدلیل متعلق کر دینا یا تکفیر  
 راجح سمجھنا در پردہ دعویٰ نہیں ہو جکی وجہ سو ہر شخص آج کا فرگنا جانا ہو ہاں لگ کوئی  
 دلیل عقلی یا اقلي ہو یا کوئی قرینہ عقلی یا اقلي ہو اور پھر تقدیر قوت دلیل و قرینہ کوئی خبر  
 کسی احتمال کو راجح کہو تو مرگ کفر نہیں در نہ تہمیشہ تک دو قانون دنخات کا لکھتے ہیں اُنہاں  
 جیسے بعض الفاظ احادیث مرفوعہ مثل الشیعہ منہ العلاماء ولا مخلوق عن کثرۃ البر و لا  
 یتفق عجایہ اوس پر والات کرتے ہیں کیوں نہ صحیح ہو سکتا ہو ہاں جب کوئی دلیل ہے نہ  
 کوئی قرینہ تو پھر ترجیح احمد ااحتمالات محض اپنی عقل نارسا کا دیکھو سلا ہے اور اسکو تکفیر  
 بالراسی اعنی تفسیر بالہدیہ اور تفسیر من عند نفسه کہہ سکتے ہیں در نہ تفسیر بالراسی کیوں کہتے  
 ہو تفسیر بالدلیل یا بالقرینہ کہو اگر تو ضمیح بالمثال بنظر ہو تو مشترکہ عقل کو ایک خود میں

اور دو در بین معلومات دقیقه اور مضامین دو روز از سیم جزوی اجسام صغیر و بعیده کیلہ خورد بین دو در بین خوب و افسوس معلوم نہیں ایک بھروسی یوں مطلع عقول صافیہ و پیشہ میں دیکھی اور معلومات بعیدہ واضح اور اثریہ الہم معلوم نہیں گردی جزوی خورد بین دو در بین حقیقت میں چین معلوم نہیں ہوتا ورنہ فرق مقدار اور تفاوت بعد کی کوئی بحث غنیمہ معلوم کی ایک مثال ارشیخ ہوتی ہے بھروسی وقت اور اک معلوم اور قیقہ بعیدہ کسی پر جو کچھ بین میں آتی ہے ایک مثال ارشیخ مضامین نہ کوہ سیم جزوی شوچ آئینہ میں علاوه اغضار و اجزاء و میں ایک آئینہ بھروسی کچھ مونیز فرض کی جو یا مشخص لاحق ہو جاتا ہے اور اس زنگ کو اثر دی شوچ نہیں کیسے کسی اثر آئینہ کہتو ہیں بھروسی کی بھروسی مضا میں نہ را از اصل معلوم شیخ معلوم کو ذہن میں اگر لاحق ہو جائے میں اور اس لمحق کے باعث انکو اصل معلوم کی طرف تسبیت نہیں کر سکتی بلکہ ذہن عالم کی طرف کئی جایں سکے جب یہم مثال اور یہم تصوریں ہو گئی تو اپنے منتو کو تفسیر اصرholm کو واضح کر دیتی ہیں کچھ بڑا تی گھٹا تو نہیں انسان کو اگر جوان ناطق کہا تو ایک امر محمل کو دیکھ دیا ہے را از اصل کچھ بڑا نہیں یا سو بھینہ وہی قصد ہے جو اور اک خورد بین میں کر دیا ہے اسوجہ سو اگر تم تصور یہ آئینہ کو تفسیر کریں تو کجا ہے اور سفید جسم کو اگر ہوتا ہے اور اسوجہ سو اگر تم تصور یہ آئینہ کو تفسیر کریں تو کجا ہے اور سفید جسم کو اگر سیز آئینہ ہی خورد بین سو دیکھیں تو اس زنگ سبک کو جو تصور یہ آئینہ میں لاحق ہو جائے اور زنگ اصل معلوم ہوتا ہے تفسیر بالآخر کہیں تو زیبا ہے بھروسی وہ مضامین جنستے حریت احتمال میں کچھ تحریک نہ ہوا اور کیمی راجح یعنی عقل کی جانب سے لاحق ہو جائیں تو پھر انکو تفسیر بالآخر کہیں تو کیا وجہ ہے بہر حال تفسیر مثل الصیاح خورد بین تو واضح ہوئے ہے انشاء اور ایجاد نہیں ہوتا چھوٹی چیز بڑی ہو جاتی ہے کاشیار مدد و مدد موجود نہیں ہوئے

سو ہوئی چیز کا بڑا معلوم ہونا جس کو از قسم تو فتح مقدار ہو الجھی ہی کسی زندگانی  
 نظر آنا تو فتح ہونے سعید کا سیاہ پاسخ و سبز معلوم ہونا تو فتح زنگ سعید نہیں بلکہ تفسیر  
 زنگ ہی جسین ایک زنگ کا اعدام اور دوسرے زنگ کا ایجاد ہی اس تفسیر پر پھر شہزادہ  
 مقدار احمد چھی اصل حقیقت سوزانہ مرتضیہ ہو گیا اور سبز جس چیز کا ادراک بوسیلہ مرایا  
 و مناظر مطلوب ہوا کرتا ہے اس قسم کی جوابات بوسیلہ مرایا معلوم ہو گئی مجمل تفسیر چھی سیکی  
 سودہ بات اگر اصل محمل ہے تب تفسیر بالا اصل ہو گئی نہیں تو تفسیر بالمرأۃ کہیں گے اور  
 جو چیز بوسیلہ مرایا و مناظر مطلوب ہی نہیں ہوتی وہ بات اگر معلوم ہی ہوئی تو اسکو تفسیر  
 کیوں کہتے تو اسکو کہنا چاہئی جس کو ہمی اجمال مبدل تفصیل اور ہمی شکال  
 با خلاف ہوا ذرا ہرگز مقدار ہے اور موافع بوسیلہ مرایا و مناظر مطلوب ہی نہیں ہوا کرتی  
 درست لازم ہے کہ اصل مقدار کشیار مصروف بالمرایا اور موافع کشیار مذکور ہو دوہو گز  
 جو بوسیلہ خود بین یاد و بین معلوم ہوں با جملہ تفسیر بالرائی وہ ہی جو امر محمل و نہ  
 میں احتمال نہ ہو بلکہ اس امر میں کلام محمل ساخت ہوا اور مرتبہ تفسیر و تفصیل میں وہ امر  
 داخل کیا جائی اور ظاہر ہو کہ ایسو امور کا داخل کرنا تصرفات خیالی ہیں جو ہمارے ہی  
 عقول ناقصہ کا کام ہوتا ہی باقی جو باقی نہیں کیہے دلیل عقلی اتفاقی کے شامل کھیلیں  
 اسکو ایں ظاہر گو تفسیر کہیں پر حقیقت میں تفسیر نہیں ہوتی بلکہ دو کلاموں جدال کا نتیجہ  
 متصور نہ کرو اکٹھا کر دیا کر لئے ہیں مان اگر تفسیر کے ایسی معنی عام لمحہ جسیں میں  
 بھی شامل ہو جائی تو پھر اختیار ہو لامشاختہ فی الاصطلاح بہر حال ایسی صورتیں تفسیر  
 بالدلیل یا تفسیر بالقرینہ کہیں گے تفسیر بالرائی نہیں گے انترپریٹر انداز نظر ان اور اس کی وجہ  
 میں کچھ عرض ہو کہ بوجہ فوارہ کفر نہیں کہ جو سامنہ آیا ایک کفر کا چینہ ٹھانہ جسرا

مولویون کا کام بھی نہیں کہ مسلمانوں کو کافر ہائیں اُنکا کام بھی ہو کہ کافروں کو  
مسلمان کرنے عہدیت ہو تو پہلے علماء کے افسانے یاد کرو دستور امن زمانہ کے علماء تو  
پوکھر نواس کنہکار کو جسکا سلام برائی نام ہو دستگیری فراکر و رطہ بلاکت سی بحاثت  
میں اور ساحل سعادت تک پونچا ہیں و ماحلینا اللہ البلا خدا خود عوام اُن الحمد لله  
رب العالمین صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

کتبہ العبد النذیب محمد قاسم الصدیقی لہنا تو می  
جواب دیکھاں لکھو تو

ہو المصوب

مشعیٰ فرمی کہ حدیث مذکور تحقیقین محمد شیخ کنز ذریک معتبر ہو حاکم فی اوسکے حق میں صحیح الاستاد و  
اور ذہبی نے حسن الاستاد کا حکم دیا اور حدیث کے ثبوت میں کوئی ہلکت فادحہ معتبر نہیں  
ہے اور ذہبی کے طبقات جدا گانہ ہونا بہت احادیث سی ثابت ہے اور اس سی معلوم ہوتا ہے کہ جبکہ  
سلسلہ ثبوت اس طبقہ میں وہ سطح برداشت سکان کے تیار ہوا اور سطح حریف ہر طبقہ میں سلسلہ ثبوت  
کا وہ سطح برداشت وہاں کے سکان کے تیار ہوا اور چونکہ بدالی عقلیہ و نقلیہ لا تساہی سلسلہ کی پڑی  
ہے لاجرم ہے کہ ہر طبقہ میں ایک تبدیل سلسلہ ہو گا کہ وہ ہمارے آدم کے ساتھ مشابہ کیا گیا اور ایک آخر  
سلسلہ ہو گا کہ وہ ہمارے خاتم کے ساتھ مشابہ یا گیا ہیں یا اس پر اعلیٰ داخرا نہیں طبقات نہیں  
پر اطلاق خواتم کا درست ہوا بیہمان میں احتمال میں ایک بھی کہ خواتم طبقات تھیا یہ بعد عصر حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوئی ہوں وہ سرتو بھی کہ متقدم ہوئے ہوں تیسرے بھی کہ تھے حضور مسیح

احمال اول بحدیث لائی بعیری غزوہ باطل ہے اور بقدرت پر احتمال ثانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
خاتم انبیاء طبقات ہونگے اور بر قدر پر امثال دو احتمال ہیں ایک بھی کہ بعوقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مخصوص سانحہ اسی طبقے کے ہوا اور آپکی خاتمیت پر بیت انبیاء و اسی طبقے کے ہوا اور طبقہ تھا نہیں بلکہ خاتم کی رسالت ہوا اور ساریکی انہیں کے صاحب شرح جدید و خاتم انبیاء، اپنے طبقات کا ہے دوسری کیہے خواتم طبقات تھا نہیں پس شریعت محمدیہ ہوا درکوئی انہیں کا صاحب شرح جدید نہ ہوا اور دھوت ہماری حضرت کی قلم اور ختم اکھانی پر بیت جملہ طبقات کے حقیقی ہوا اور ختم ساریکی باقیہ کا بیت اپنی اپنی سلسلہ کے اضافی ہوا تھا اول سبب عکوم نصوص فرشتہ نبیوں کے کہ جس سے بیان اس تھرت صلح کا مجموع ہتا تامام عالم معلوم ہوتا ہی باطل ہوا اور علماء اپنی رستہ بھی اپنی مرکی نصرت کرنے ہیں کہ اس تھرت کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرح جدید نہیں ہو سکتا اور نبوت آپکی عامہ پر جو بنی آسیکے عصر کا دہم شریعت محمدیہ کو کجا کچھ تھی الرین بیکی سعی جلال الدین سو طی انہیں رسالت الاعلام سیکھم یعنی علیہ السلام میں منتقل کرنے تھے میں قال آپکی فی التفسیر لما من نبی الا اخذ العذر عليه المیاذق ان ای بعثت محمد فی زمانہ لیوسن ہو دینیہ نہ دیو صلی اللہ علیہ وسلم کے دل و قیمہ من النبوة و تعظیم قدرہ حمال الحجفی و قیمہ من دلکشانہ علی تقدیر بھی فی زمانہ نہیں کیون مرسل الیہم و میکون نبوۃ و رسالتہ خاتم کلیمۃ الحلق من زمیں آدم الی یوم القيامت و میکون الانبیاء و دمہم کلهم من امۃ فالنبی صلحہ نبی الانبیاء و دلائق بخششہ فی زمیں آدم و نوح و ابراهیم و موسی و عیسی و حبیل علیہم و علی ایہم الایمان ہو دلکشہ و لہذا یا قی عیسی فی زمان علی شریعتہ و لو بعثت النبی علیہ السلام و مسلم فی زمان موسی و ابراهیم و نوح و آدم کا ذمہ مسخرین علی نبوتهم و رسالتہم الی ایہم و النبی علیہ السلام نبی علیہم و رسول الی جمیعہم انبیاء اور حجرا مسولانا عبد لعلی اپنی رسالتہ فتح الرحمن میں کہتے ہیں مقتضی ختم رسالت دو چیزیں یعنی الکتب بعد دھی رسول نباشد و دیگر ایکہ شرع و میقامت یا وہ سکھ کو وجود یا وقت زوال شرع و میقامت شرع و می بروجہ و قتل است و مرض ایکہ مہرل دن اخذ شرع مستدار خاتم الرسالت اند و چوکہ شرع دی عالم بپس دیگر کو صاحب شرع نباشد اسی خلاصہ کلام یعنی کہ جداں چنانچہ معتبر ہو اس سی طبقات تھا نہیں

و جزو ایضاً مابت نہیں اور نہ لیکن انسانی سلسلہ کے سر کا کب طبقہ میں ایک آخر انہیں نسبت اپنے طبقہ کے ہونا ضرور ہے لیکن مطلقاً ایک نست بھائی کو کوہ عورت ہماری حضرت کی خاتمۃ نعمتوں مخلوقات کو شامل ہو چکا ہے اس کا اعتقاد کرننا چاہیجی کہ خواتم طبقات باقیہ بعد عصر نبی نہیں ہوئی یا قبل ہوئی یا بعد عصر اور بر قدر پر اتحاد عصر پر شریعت محمدیہ ہو چکے اور ختم انہیں نسبت اپنے طبقہ کے اضافی ہو گا اور ختم ہماری حضرت کا خاتم ہو گا اور تفہیل ان حسب امور کی تین کیما خدہ اسی دو رسالوں نہیں ایک سمجھی۔ الآیات الیٰسات علی و وجود الانبیاء والطیبه

دوسری سے بدائع الوساں فی اثر ابن عباس کی ہی سرگاہ یعنی مسجد ابو حکایہ پس سمجھنا چاہیجی کریں کہ پیشہ عبادت جو رسول یعنی فرموم ہی سرگاہ عالمت سو نکار ہو اور صحت حدیث دبیوت تحدی خواتم طبقات تھیانیہ کا قائل ہو مخالف اہل سنت کے نہیں ہونے کا فرمہ فاسق بلکہ سمع سنت لکران اگر بتوت تھیہ کو ساختہ اسی طبقہ کے خاص کرنا ہو اور سرکیب خاتم کو صاحب شرع جدید سمجھنا ہو تو ایسے قابل موافحة ہو کوئی نکلے بھیہ امر مغلظ نصوص خلاف کلات علماء معلوم ہوتا ہے اور الگ فخر و تمدد خواتم کا قائل ہو اور ختم ہمارے رسول کو حقیقی نسبت جملہ انبیاء و جملہ طبقات کے سمجھنا ہو اور ختم سرکیب خاتم باقیہ کو اضافی کہتا ہو تو اس پر کچھ ہو از خدا نہیں ہو و اللہ اعلم ہو راجی عصویں پر چویں الراہستات محمد عبیج الحسن بن جعفر و بن علی و افعی زید یوجہ اس تحریر کے کافر ایسا سق نہ کوئا دلخی و حفظ عین

و بالشاعر علی بالصواد عنده امام الكتاب

كتبه ابوالاھیار محمد عبیج الحسن بن علی الربج کیم ۱۲۹۰ھ

اصحاب الحجۃ کتبہ ابوالحشر

محمد محمدی  
الراہستات

محمد محمدی  
محمد عبیج الحسن بن علی

او بعد مفسر تفسیق و خروج پر علماء دیوبند اور سہاڑی پور اور لکھنؤ اور الہ آباد اور الگہ اور سوت نے اتفاق کیا و الحشر لکھ علی ذلک اور سچے ایونکو فہرست بمحض لکھنؤ کی خودرت نہیں کہ مطالب تھے

اُن دونوں جو ایوں نہیں آگئے